سیرت حضرت
نور محمد مہاروی رح

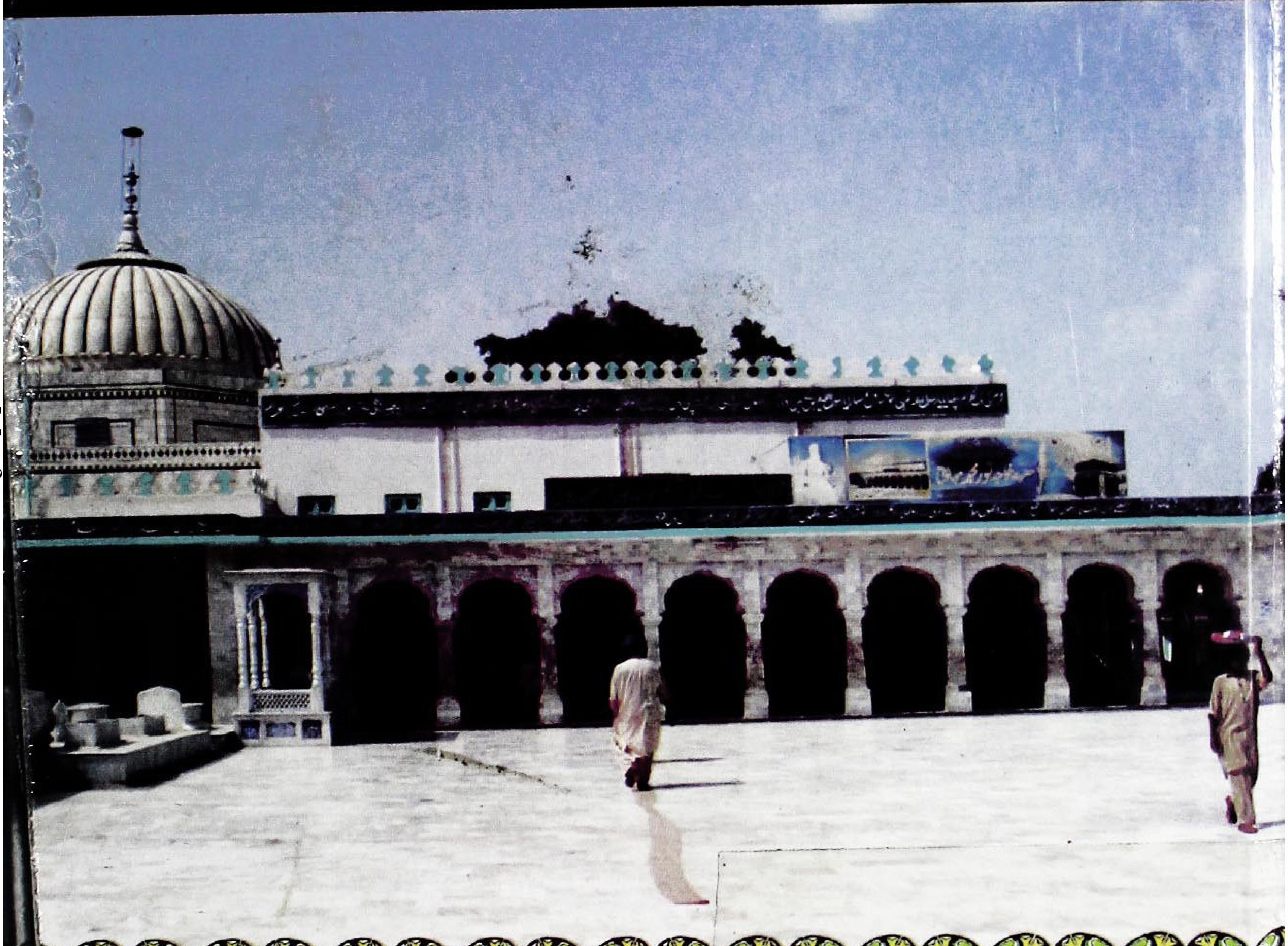

حکیم سید خاور حسین قادری

Marfat.com

Marfat.com

سیرت

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

حکیم سیّد خاور حسین قادری

مکتبۂ سراجِ مُنیر

ناشران و تاجران اسلامی کتب اردو بازار لاہور

Marfat.com

۲۹۷.۶۹۲
س ۲۷۵
109663

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

نام کتاب ...... سیرت حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ
مصنف ...... حکیم سید خاور حسین قادری
ٹائٹل ڈیزائن ...... محمد عاطف جاوید
کمپوزنگ ...... ہجویری ایڈورٹائزر
ناشر ...... سیّد عمران حسین نے مکتبۂ سراجِ مُنیر
اُردو بازار لاہور سے شائع کیا
مطبع ...... رانا پرنٹنگ پریس، لاہور
سن اشاعت ...... جولائی 2012
ہدیہ ...... -/160 روپے

خوبصورت کتاب چھپوانے کے لئے رابطہ کریں: 0344-4188668

ملنے کا پتہ
طاہر سنز پبلشرز ۴۰-بی، اُردو بازار-لاہور
فون: 37234137 فیکس: 37312159
Website: www.tahirsonspublishers.com
E-mail: info@tahirsonspublishers.com

Marfat.com

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
حمد باری تعالیٰ	7
نعت رسولِ مقبول ﷺ	8
حرفِ آغاز	9
فضائل اولیاء بروئے قرآن وحدیث	11
صوفیاء کی کیفیات	17
نام ونسب	26
ولادت باسعادت	30
اہل مشرق ومغرب کے معالج	31
تعلیم وتربیت	32
سعادتِ بیعت	35
حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ	38
مرشد پاک سے عقیدت	42
منصب رشد وہدایت پر جلوہ افروز ہونا	45
عادات واطوار	48
کشف وکرامات	49

Marfat.com

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات	56
حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال	59
اقوال و ارشادات	60
اولادِ پاک	62
حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء	63
حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلفاء	64
حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین	110
برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے درخشاں ستارے	118

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

نقش تیرا فزوں فزوں ، نام تیرا رواں رواں
مدح تیری سخن سخن ، وصف تیرا بیاں بیاں
جلوہ تیرا نظر نظر ، یاد تیری نفس نفس
بات تیری دہن دہن ، ذکر تیرا زباں زباں
ابر تیرے فلک فلک ، پھول تیرے زمیں زمیں
چاند تیرے فضا فضا ، نور تیرا زماں زماں
روپ تیرا اُفق اُفق ، رنگ تیرا شفق شفق
آب تیری گہر گہر ، موج تیری کراں کراں
تیری دمک کرن کرن ، تیری صبا چمن چمن
تیری مہک سمن سمن ، تیرا کرم جہاں جہاں
تیری صدائیں ساز ساز ، تیری نوائیں راگ راگ
تیری طلب دعا دعا ، تیری پکار اذاں اذاں
کام مرا خطا خطا ، شان تیری عطا عطا
میرے خدا کرم کرم ، میرے کریم اماں اماں

Marfat.com

نعت رسولِ مقبول ﷺ

تیری الفت ہو سینے میں فروزاں یارسول اللہ ﷺ
کلید فضل جنت ہے یہ ارماں یارسول اللہ ﷺ
زہے قسمت تیرے در کی غلامی کا یہ صدقہ ہے
لئے پھرتا ہوں میں جنت بداماں یارسول اللہ ﷺ
تیرا در چھوڑنے والوں کو رسوائی یقینی ہے
بھٹکتے ہی رہیں گے وہ ہراساں یارسول اللہ ﷺ
شب معراج ٹھہرا ہے خود خود میزباں تیرا
ملا ہے تجھ کو یہ شرفِ نمایاں یارسول اللہ ﷺ
تیری شانِ رسالت کے مدارج کیا کیوں کیا ہیں
کہ ہے روح الامیں بھی تیرا درباں یارسول اللہ ﷺ

Marfat.com

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے بابرکت اسم پاک سے شروع جو تمام جہانوں کا خالق و مالک ہے اور اس کے حبیب آقائے دوجہاں، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کی آل پر بے شمار درود وسلام جن کا فیض عام ہے اور تا قیامت یونہی عام رہے گا۔

بندہ جسمانی اعتبار سے اپنے خالق سے ہمیشہ دور ہی رہا ہے اور اس دوری کی وجہ خالق کا ظاہری حالت میں نہ ہونا ہے اور یہ دوری بندے کے لئے کوئی معانی نہیں رکھتی کیونکہ اللہ عزوجل انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے اور یہی وہ قربت ہے جو بندے کو اپنے رب کی جانب متوجہ رکھتی ہے، اسے اس کی جسمانی دوری کے حوالے سے یہ بات باور کراتی رہتی ہے کہ اے بندے! آگے ہو اور اپنے رب کی ڈوری کو تھام لے پھر تیرا یہ احساس جسمانی دوری زائل ہو جائے گا اور تجھے واصل الی الحق کر دے گا۔

صوفیاء جسمانی دوری کی مثال کو دنیاوی طریقے سے مرشد سے دوری بھی مراد لیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک مرشد کے اندر بھی اللہ عزوجل کا جلوہ ظاہر ہے اور جسمانی دوری اس جلوہ کی دید کے لئے ایک تڑپ اور احساس پیدا کرتی ہے اور بندے کو ظاہری مرشد کی طرف راغب کرتی ہے۔ مرشد وسیلہ راہِ حق ہوتا ہے اس لئے فنا فی الشیخ سے ہی گزر کر فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کی منازل پر پہنچا جا سکتا ہے۔

مرشد کی رہنمائی اور ہدایت کے بغیر بندے کو محبوبِ حقیقی نہیں مل سکتا اور نہ ہی اسے حضوری حاصل ہو سکتی ہے۔ مرشد کے ذریعے ہی سالک اپنے من میں جوت لگا سکتا

Marfat.com

ہے اور اپنے قلب کو صحیح راستہ پر چلا سکتا ہے۔ عشق کی لگن چونکہ ہر انسان کے اندر ہوتی ہے اس لئے اس لگن کو منزلِ مقصود پر پہنچانے کا ذریعہ مرشد کامل کی ذات ہے۔

ایڈی عشق تیرے نے میرے سینے اگ بھڑکائی
جو کچھ خواہش تجھ بن آہی ساری ساڑ جلائی

مرشد کامل کی یہ صفت ہوتی ہے کہ وہ مرید کے قلب سے آلائش اور خواہش دنیا کو نکال باہر کرتا ہے اور وہ مرید کے قلب کو یوں پاک و صاف کرتا ہے جیسے کوئی دھوبی کپڑے کو صاف کرتا ہے اور اس کی میل دور کرتا ہے۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ان نابغہ روزگار اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم میں ہوتا ہے جنہوں نے سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد فنا فی اللہ کا مرتبہ پایا اور پھر جو بھی سالک راہِ حق آیا اسے بھی منزلِ مقصود پر پہنچایا۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و کمال بے شمار ہیں جنہیں احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔

زیرِ نظر کتاب ''سیرتِ پاک حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ'' کی ترتیب و تدوین کا مقصد یہ ہے کہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ پاک کے مطالعہ سے اپنے ایمان کو تازہ کریں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال و افعال پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں کو سنواریں۔ بارگاہِ الٰہی میں عاجزانہ التجا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور ہمیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ پاک سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حکیم سید خاور حسین قادری

Marfat.com

فضائل اولیاء بروئے قرآن وحدیث

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”بے شک اللہ کے ولیوں پر کچھ خوف نہ ہوگا اور نہ ہی وہ پریشان ہوں گے۔ جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے ان کے لئے بشارت ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت کی زندگی میں بھی اور اللہ عزوجل کے کلمات میں تبدیلی ممکن نہیں اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“

یعنی اولیائے کرام کو کسی بھی قسم کا کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی ڈر۔ اولیائے کرام نہ تو دنیا کی کسی چیز کے طالب ہوتے ہیں اور نہ ہی انہیں مال و دولت کی پرواہ ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل کے ولی تو اللہ عزوجل کی رضا میں راضی رہتے ہیں اور اس کی مرضی اور منشاء کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے۔ ان کا کھانا پینا، چلنا پھرنا حتیٰ کہ زندگی کے تمام اصول اللہ عزوجل کے بنائے ہوئے اصولوں کے تحت ہوتے ہیں۔ ان کو موت کا ڈر نہیں ہوتا بلکہ موت کو تو وہ اللہ عزوجل کے وصل سے تعبیر کرتے ہیں نتیجہ میں اللہ عزوجل نے ان لوگوں کو بشارت دیتا ہے:

”ڈرو نہیں بے شک تمہیں ہی فوقیت رہے گی۔“

اسی طرح قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ عزوجل نے اپنا انعام کیا وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور یہ کیا

Marfat.com

ہی اچھے ساتھی ہیں اور بے شک فضل اللہ کی طرف سے ہی ہے اور
اللہ بہتر جاننے والا ہے۔''

یعنی یہ وہ لوگ جنہوں نے تزکیہ نفس کیا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول ہوئے اور اللہ عزوجل نے انہیں اپنے نیک بندوں میں شامل کیا اور یہ ان پر اللہ عزوجل کا بہت بڑا کرم ہے اور یہ لوگ صالحین میں سے ہیں۔ اسی لئے ایک اور جگہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

''بے شک یہ میرے خاص بندے ہیں اور ان پر تجھے کچھ غلبہ نہیں۔''

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ عزوجل کو محبوب رکھتے ہیں اور اللہ عزوجل انہیں محبوب رکھتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور اللہ انہیں دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔''

اللہ عزوجل کے دوست سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی ان سے بُرا برتاؤ کرتا ہے تو رب ناراض ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل کے دوست جب بھی کچھ بولتے کرتے ہیں تو اس میں ان کی مرضی کی بجائے ان کے رب کی مرضی شامل ہوتی ہے۔ یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر یہ کسی بھی چیز کی قسم کھالیں تو اللہ عزوجل اس کو پورا کرتا ہے اور ان لوگوں کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہیں دروازوں پر دھکے دیئے جاتے
ہیں اور انہیں کچھ حیثیت نہیں دی جاتی لیکن وہ ایسے ہیں کہ اللہ
عزوجل پر اعتماد کرتے ہیں اور اگر کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ
عزوجل اس کو ضرور سچ کرے۔''

ان لوگوں پر انعام و اکرام کی بارشیں ہوتی ہیں اور یہ لوگ اصل میں ہدایت یافتہ اور کامل سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے بارے میں قرآن کریم میں

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''اور یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے عنایات اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت والے ہیں۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ عزوجل کی راہ میں تزکیہ نفس کرتے ہیں اور اپنی ذات کا محاسبہ کرتے ہیں اور اپنی زندگیوں کو بروئے قرآن واحادیث اور سنت نبوی ﷺ کے مطابق گزارنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ عزوجل کی طرف سے ان پر خاص عنایات کی جاتی ہیں اور ان کے بلند مراتب کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو رب کی طرف سے جو انعام واکرام ملتے ہیں ان کے بارے میں بھی قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کے صبر کے بدلے میں جنت اولیٰ ملے گی اور وہاں ان کا استقبال سلامتی کے ساتھ ہوگا اور یہ لوگ ہمیشہ اس میں رہیں گے جو کہ قیام کرنے کو ایک عمدہ جگہ ہے۔''

جب روزِ محشر کے دن صور پھونکا جائے گا تو ہر طرف افراتفری کا عالم ہوگا ہر کوئی پریشانی میں مبتلا ہوگا اور اللہ عزوجل کے یہ لوگ ایسے ہوں گے جن کے استقبال کے لئے فرشتے کھڑے ہوں گے اور انہیں کسی بھی قسم کی کوئی پریشانی لاحق نہ ہوگی اور یہ ان کے رب کی طرف سے ان کے لئے بڑا انعام ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

''اے محبوب! آپ لوگوں کو بتا دیجئے تاکہ ہر حال میں اللہ کے شکر گزار بن کر رہیں اور یہ بھی بتا دیں کہ اللہ جن لوگوں کو اپنا کہہ دیتا ہے، ان کی ہر طرح سے حفاظت بھی فرماتا ہے۔''

ارشادِ ربانی ہے:

Marfat.com

"انہیں کسی بھی قسم کی پریشانی اور گھبراہٹ غمناک نہ کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے اور یہی وہ دن ہو گا جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔"

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل کے عہد کو سچا کر دکھایا اور اللہ عزوجل کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور اللہ عزوجل کے فرمان کے مطابق اپنی زندگیوں کو بسر کیا اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی سے کاربند رہے۔ اپنی زندگیوں کو اللہ عزوجل کی امانت سمجھ کر بسر کیا اور اپنی جان پر ظلم نہیں کیا، یہ وہ لوگ ہوں گے جو نیک کام کرتے رہے اور دوسروں کو بھی نیکی کی ترغیب دیتے رہے، بُرائی سے روکتے رہے اور خود بھی بُرے کاموں سے دور رہے، اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر ایمان رکھا، ہر کام اللہ عزوجل کی خوشنودی اور رضا کے لئے کیا اور اپنے دلوں کو کبھی بھی اللہ عزوجل کی یاد سے غافل نہیں ہونے دیا اور ہمہ وقت ذکر باری تعالیٰ میں مشغول رہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ عزوجل کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے:

ابن ماجہ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

"میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کیا میں تم کو یہ نہ بتاؤں کے بہترین آدمی کی پہچان بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جب اسے دیکھو تو اللہ عزوجل کی یاد آئے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"تم میں سب سے اچھا وہ آدمی ہے جو اپنی آخرت دنیا کے لئے نہ

Marfat.com

چھوڑے اور نہ دنیا کو آخرت کے لئے ترک کرے اور نہ دوسروں پر بار ہو۔"

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں آدمی اپنے علم و اعمال حسنہ سے اور حسن تدبیر وغیرہ سے ترقی کے ساتھ دینوی تعلقات کو بھی مستحکم کرے جو اس کے بعد آئندہ آنے والی نسلوں کی ترقی اور خوشحالی کا باعث ہوں لیکن اس کی طلب میں اوامر کی خلاف ورزی نہ کرے۔ خودغرضی اور نفع ذاتی کے جال میں نہ پھنسے اور اپنے ان تعلقات سے دوسروں کو نفع پہنچائے۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول اور اس کی محبت حاصل کرنے کے لئے ہی ان اولیائے کرام نے اپنے نفس کے خلاف جہاد کیا۔ انہوں نے اتباعِ شریعت میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اللہ عزوجل کے بتائے ہوئے راستے پر چلے اور کامیاب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سلسلے میں وحی بھیجی اور فرمایا:

"اے موسیٰ (علیہ السلام)! میرے کچھ بندے ایسے ہوں گے جو کہ مجھ سے ساری جنت کا سوال کریں گے اور میں انہیں عطا کردوں گا اور اگر وہ دنیا میں مجھ سے تھوڑی سی بھی جگہ مانگیں تو میں انہیں نہ دوں گا اور یہ اس لئے نہیں ہوگا کہ وہ میرے نزدیک ذلیل ہوں گے بلکہ میں آخرت میں ان کے لئے اپنی عنایات کا ذخیرہ کرنا چاہتا ہوں اور انہیں دنیا سے بچانا چاہتا ہوں جیسے چرواہا بکریوں کو بھیڑیے سے بچاتا ہے۔"

اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان موت کے بعد کے لئے اعمال کرے نہ کہ دنیا کے لئے اور اپنے نفس کی پیروی چھوڑ دے اور اللہ عزوجل سے امید رکھے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد میں کوئی کسر نہ چھوڑے۔ اللہ عزوجل سے ڈرے کہ وہ ہر جگہ موجود ہے اور اسے دیکھ رہا ہے۔ ہر کام اس کی رضا کے لئے کرے۔ صبر کرے کیونکہ صبر کرنے

Marfat.com

والوں کے لئے اللہ عزوجل کے ہاں بے شمار انعامات ہیں۔ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

> ''ہر شے کی ایک کنجی ہے اور جنت کی کنجی مسکینوں، صادقین و صابرین کی محبت ہے اور وہ روز محشر اللہ عزوجل کے ہم نشین ہوں گے۔''

یہ لوگ چونکہ بروئے حدیث اللہ عزوجل کے ہم نشین ہوں گے اس لئے ہم نشینوں کی محفل سے بندے کو قرب الٰہی حاصل ہوگا اور ان کی صحبت میں انسان بھی اللہ عزوجل کے پسندیدہ بندوں اور اس کے دوستوں میں شامل ہو جائے گا۔ ایسے لوگوں کی عبادت چونکہ ریاکاری سے پاک ہوتی ہے اس لئے ان کی محفل کی بدولت اللہ عزوجل کا قرب بھی حاصل ہوتا ہے اور شریعت کا اتباع بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

> ''اور روکے رکھو اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو کہ عبادت کرتے ہیں اپنے رب کی صبح و شام اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ اپنی آنکھیں ان سے نہ ہٹاؤ اور اس کا کہا نہ مانو جس نے اپنے دل کو اللہ کی یاد سے غافل کر لیا۔''

اولیاء اللہ کی شان تو یہ ہے کہ ان کی زبان میں رب خود بولتا ہے کیونکہ وہ اللہ عزوجل کی ذات کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔ دنیا کی تمام فاسد چیزیں اس کے دل سے باہر ہو جاتی ہیں اور اللہ عزوجل کی محبت اس کے دل میں سما جاتی ہے۔ پس ولی وہ ہے جو اللہ عزوجل کے ساتھ باقی ہو اور دنیاوی حرص و لالچ اور حسد و بغض سے اس کا دل فارغ ہو چکا ہو۔ صوفی کی جدوجہد میں عزم و استقلال و استقامت ہوتی ہے اور اس کا دل ذاتی اغراض سے پاک ہوتا ہے وہ خدا کے بھروسے اور توکل پر ہر کام کی بنیاد رکھتا ہے۔

Marfat.com

صوفیاء کی کیفیات

صوفیاء کے اندر جو کیفیات پائی جاتی ہیں ان میں سے کچھ کی مختصر وضاحت ذیل میں بیان کی جا رہی ہے۔

حال:

حال ایک ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ ایک وقت میں آتی ہے تو دل میں رضا اور تفویض (اللہ پر راضی رہنا اور ہر کام اسی کے سپرد کرنا) وغیرہ پائے جاتے ہیں چنانچہ اس وقت اس کا حال اور وقت اس کے لئے صاف ہو جاتے ہیں اور پھر یہ کیفیت حال زائل ہو جاتی ہے۔ یہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے لیکن اور لوگ حال اسے کہتے ہیں کہ جو چیز صاف ذکر کے ذریعے باطن میں داخل ہوتی ہے اور پھر زائل نہیں ہوا کرتی اور اگر زائل ہو جائے تو اسے "حال" نہیں کہہ سکتے۔

مقام:

یہ وہ کیفیت ہے کہ مختلف اوقات میں بندے کے ساتھ قائم ہوتی ہے جیسے مقامِ صابرین اور مقامِ متوکلین۔ یہ معاملات، مجاہدات اور ارادات میں ظاہر و باطن کے اندر بندے کے ساتھ قائم رہتی ہے چنانچہ جب تک بندہ اپنی کسی چیز میں کامل طور پر قائم رہتا ہے تو وہ اس کا مقام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے اس مقام سے منتقل ہو کر کسی اور مقام کی طرف، چلا جاتا ہے۔

مکان:

یہ کیفیت کامل لوگوں، برقرار اور انتہائی مقام والوں کو حاصل ہوتی ہے اور جب بندہ اپنے مقاصد میں کامل ہو جاتا ہے تو اسے ایک خاص مکان مل جاتا ہے کیونکہ وہ مقامات واحوال کو عبور کر چکا ہوتا ہے اور پھر ''صاحب مکان'' بن جاتا ہے جیسے علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

''میرے دل میں تیرا مکان پورے دل پر حاوی ہے اس میں تیرے سوا کسی اور کو کوئی جگہ نہیں مل سکتی۔''

مشاہدہ:

مشاہدہ کا مطلب باہم قریب ہونا اور ایک دوسرے کے پاس ہونا ہوتا ہے۔ مکاشفہ اور مشاہدہ دونوں کے معنی قریب قریب ہیں لیکن ''کشف'' کا معنی زیادہ کامل ہوتا ہے۔

بقول حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ:

''مشاہدہ کی ابتداء یہ ہوتی ہے کہ جیسے جیسے بارگاہِ الٰہی میں حضوری کھلتی جاتی ہے ویسے ہی پردۂ غیب میں یقین کی کئی کیفیتیں بارگاہِ الٰہی کی طرف اُٹھتی ہیں اور دل کو غیوب ڈھانپے ہوتے ہیں تو وہ اپنی دائمی حضوری کے لئے اجازت مانگ رہا ہوتا ہے۔''

چنانچہ اس کیفیت کو ''مشاہدہ'' کہتے ہیں۔

اشارہ:

وہ کیفیت جسے الفاظ کے ذریعے واضح کرنا بات کرنے والے کی سمجھ میں نہ آسکے کیونکہ اس کا معنی لطیف ہوگا۔

حضرت ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ہمارا یہ علم ''اشارہ'' پر مبنی ہوتا ہے اور جب یہ الفاظ میں آ جائے تو یہ علم پوشیدہ ہو جاتا ہے۔''

رمز:

یہ باطنی معنی کو کہتے ہیں جو ظاہری کلام کی تہہ میں چھپا ہوتا ہے۔ صرف رمز کرنے والا ہی اس سے واقف ہوتا ہے۔

حضرت قتاد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''جب وہ بولتے ہیں تو ان کی رمزوں کے نشانے تمہیں عاجز کر دیتے ہیں اور اگر وہ سکوت کر لیں تو اُن کی ملاقات ممکن نہیں ہوتی۔''

ایک صوفی نے کہا تھا:

''جو شخص ہمارے مشائخ کے رموز سے واقف رہنا چاہتا ہے تو اسے ان کے خطوط اور مراسلات میں نظر دوڑانی ہو گی کیونکہ ان کے رموز ان کی کتابوں میں نہیں بلکہ ان کے خطوط و مراسلات میں ہوتے ہیں۔''

شاہد:

وہ کیفیت جو تجھ سے غائب ہونے والی چیزیں تمہیں دکھائے اسے شاہد کہتے ہیں یعنی ان کے موجود ہونے پر تمہارا دل حاضر ہو چنانچہ کسی نے کہا تھا:

''ہر شے کا کوئی شاہد ہوتا ہے جو بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔''

علاوہ ازیں ''شاہد'' کا لفظ ''حاضر'' کے لئے بھی آتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے ''شاہد'' کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

''شاہد اللہ تعالیٰ ہی ہے جو تیرے دل اور باطن میں ہے اور انہیں جانتا ہے۔''

Marfat.com

مشہود:

وہ چیزیں جنہیں شاہد موجود کر دے۔

حضرت ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''شاہد حق تعالیٰ ہوتا ہے اور ''مشہود'' کائنات کو کہتے ہیں۔''

وارد:

دل پر وارد ہو کر ظاہر ہونے والی بادی کیفیت کے بعد وارد ہونے والی کیفیت کو ''وارد'' کہتے ہیں۔ وارد کا اپنا فعل ہوتا ہے جبکہ ''بادی'' کا اپنا فعل و دخل کوئی نہیں ہوتا کیونکہ بوادی کیفیتیں وارد ہونے والی کیفیتوں کی ابتداء میں ہوتی ہیں۔

بقول حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ:

''حق تعالیٰ کی طرف سے یہ وارد ہوتا ہے تو دلوں کو بے چین کر دیتا ہے۔''

خاطر:

یہ ایسی کیفیت کا نام ہوتا ہے جو باطن میں ایک حرکت پیدا کرتی ہے اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ کب شروع ہوئی اور جب یہ دل میں کھٹکتی ہے تو برقرار نہیں رہتی بلکہ کسی اور کیفیت کے آتے ہی زائل بھی ہو جاتی ہے۔

کہتے ہیں صحیح خاطر وہ ہوتا ہے جو سب سے پہلا ہو اور ''خاطر'' کا معنی بھی وہ کیفیت ہوتی ہے جس کے باطن میں ظہور سے بندے کی کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ یہ ''خاطر'' ایک غلبے کا نام ہے جو باطن کی کیفیتوں کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے۔

واقع:

واقع اس کیفیت کو کہتے ہیں جو برقرار رہتی ہے اور دوسری کیفیت کے آنے پر

زائل نہیں ہوتی۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضرت خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ آئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''پہلا خیال آتے ہی آپ کیوں نہ آسکے؟''

اصل وجہ یہ تھی کہ حضرت خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں پہلے بار بار یہ خیال آتا رہا تھا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ان کے دروازے پر آ چکے ہیں اس خیال کو بار بار وہ بھلاتے رہے تھے اور جب گھر سے نکلے تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لئے یہ فرمایا تھا۔

عارض:

عارض اس کیفیت کو کہتے ہیں جو دلوں اور باطن کو شیطانی، نفس اور خواہشاتِ نفسانی کی طرف سے لاحق ہو چنانچہ جو کیفیت بھی نفس، دشمن خدا اور خواہشاتِ نفسانی کی طرف سے دل پر وارد ہو گی وہ عارض کہلائے گی کیونکہ ان دشمنوں کے سوا کوئی اور کیفیت اولیاء اللہ کے دلوں پر اثر انداز نہیں ہوتی جب تک عارض کا دخل نہ ہو چنانچہ خاطر، بادی، قادح اور وارد اثر انداز نہیں ہوتے۔ بقول علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ:

''چغلی کھانے والے میرے دل میں ایسے امور سے آئے ہیں جن
کی وجہ سے میرا دل اپنے ظاہر اور باطن میں بے چین ہو چکا ہے۔''

حیرت:

یہ حیرت واضح کیفیت ہوتی ہے جو عارفوں کے دلوں پر اس وقت وارد ہوتی ہے جب وہ اللہ کے بارے میں سوچ بچار کرتے ہیں۔ بارگاہِ الٰہی میں ان کی حضوری ہوتی ہے اور اس کی ذات میں غور و فکر کر رہے ہوتے ہیں۔

حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''وہ حیرت جو اچانک وارد ہو جاتی ہے اس وقفہ سے بہتر ہوتی ہے جو حیرت آنے کے لئے رکاوٹ بنے۔''

کشف:

اس چیز کا واضح ہو جانا جو فہم انسانی سے پوشیدہ ہوتی ہے چنانچہ بندے کے سامنے وہ ایسے واضح ہو جاتی ہے جیسے وہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

حضرت ابو محمد حریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو شخص اللہ اور اپنے درمیان تقویٰ اور مراقبہ کا عمل نہیں کرتا وہ کشف اور مشاہدہ کا مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا۔''

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''آنکھوں کا مکاشفہ دکھلانے سے تعلق رکھتا ہے اور دلوں کا مکاشفہ وارد کے ساتھ اتصال سے ہوتا ہے۔''

رویت القلوب:

حقائق ایمان حاصل ہونے پر انوارِ یقین کی روشنی میں دلوں کا غیب میں چھپی چیزوں پر نظر کرنا رویت القلوب ہوتا ہے اور یہ اسی طرح ہوتا ہے جیسے حضرت سیّدنا علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ نے اس موقع پر فرمایا تھا جب آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ہمارے رب کو دیکھا ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:

''جسے ہم دیکھ ہی نہ سکیں اس کی عبادت کیسے کریں گے؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا تھا:

''اللہ کو یہ ظاہری آنکھیں تو اس دنیا میں نہیں دیکھ سکتیں البتہ حقائق ایمان حاصل ہونے پر دل اسے دیکھ سکتے ہیں۔''

109663

Marfat.com

صفت:

صفت وہ کیفیت ہوتی ہے جو اپنے موصوف سے جدا نہیں ہوا کرتی چنانچہ جسے موصوف کہہ دیا جائے اسے غیر موصوف نہیں کہا جا سکے گا۔

حجاب:

یہ وہ پردہ ہوتا ہے جو مطلوب و مقصود شے اور طالب و قاصد شخص کے درمیان حائل ہوتا ہے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے:

''تو مجھے جس شے کا عذاب بھی دینا چاہتا ہے دے لے لیکن میرے سامنے پردے کی ذات کا عذاب نہ دے۔''

حضرت محمد بن علی کتانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے:

''ثواب کو دیکھنا حجاب سے حجاب ہوتا ہے اور حجاب کو دیکھنا تعجب میں پڑنے اور غرور سے حجاب ہوتا ہے۔''

اختیار:

اس میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے جو اللہ بندے کے لئے پسند کرتا ہے اور بندہ اسے اس لئے پسند کرتا ہے کہ یہ اللہ کی اس پر عنایت ہے اور یوں وہ وقت آ جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ اس کے لئے پسند کرتا ہے یہ بھی اسے پسند کرتا ہے اپنے نفس کی پسند نہیں رہ جاتی۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جب تک بندہ معرفت حاصل کر رہا ہوتا ہے اسے کہا جاتا ہے پسند نہ کرو کیونکہ جب تمہیں معرفت حاصل نہیں ہو پاتی تم اس کیفیت کے امین نہ ہو گے اور پھر جب وہ معرفت حاصل کر لیتا ہے تو اسے

Marfat.com

کہا جاتا ہے اب چاہو تو پسند کرو نہیں تو نہ کرو کیونکہ اب تم پسند کرو گے تو ہماری وجہ سے کرو گے اور ترک کر دو گے تو ہماری پسند سے ترک کر دو گے اب تمہاری پسند اور ناپسندیدگی ہمارے ساتھ ہے۔"

نسبت:

ایک ایسی حالت کہ جس سے صاحب حال کی پہچان ہو سکے اور شہرت ہو یعنی یہ شخص اُس کی طرف منسوب ہو۔

حضرت جعفر رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"نسبت دو طرح کی ہوتی ہے، ایک تو نسبت خطوط کہلاتی ہے اور دوسری نسبت حقوق۔"

علامہ فقیر محمد جاوید قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جب مخلوق غائب ہو جاتی ہے تو حقیقت کا ظہور ہو جاتا ہے اور جب حقیقت کا ظہور ہو گیا تو پھر حقیقت غائب ہو گئی۔"

صاحب اشارہ:

صاحب اشارہ وہ شخص ہوتا ہے جس کی کلام میں لطائف، اشارات اور معارف کا علم موجود ہو۔

امتحان:

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہوتا ہے جو اللہ کی طرف متوجہ ہونے والوں کے دلوں کو اللہ سے ہٹاتا ہے۔

تجلی:

اللہ کے بندے پر توجہ کے ان انوار کا دلوں پر روشن ہونا جو اس کی طرف توجہ

Marfat.com

کرنے والوں کے دلوں پر چمکتے ہیں۔

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لئے مخلوق ہی کے ذریعے ظہور پذیر ہوا اور پھر اسی مخلوق ہی کے لئے ستر میں ہوا۔''

حضرت ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''اہل حق کے مراتب میں کمی بیشی، فناء، رویت اور تجلی جیسی کیفیات کی کمی بیشی کے مطابق ہوتی ہے۔''

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حسن والی اشیاء میں حسن و جمال اللہ کی تجلی ہی سے آتا ہے اور ان میں قباحت و بدصورتی تجلی کے چھپ جانے پر ہوتی ہے۔''

ذوق:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کو اپنی محبت کا جام پلانا چاہتا ہے تو انہیں اس کی لذت دیتا ہے اور وہ پیالہ ان کے منہ سے لگا دیتا ہے۔''

Marfat.com

نام و نسب

ترے فیض نظر سے زندہ ہو کر اڑ گیا کل شب
ابھی کانوں میں آوازِ پر پروانہ آتی ہے

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا نام والدین نے ''بہیل'' رکھا تھا جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بدل کر ''نور محمد'' رکھا۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام ''ہندال'' ہے اور والدہ کا نام ''عاقل بی بی'' ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق کھرل قوم سے ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے مہار میں سکونت اختیار کی۔

انوار العارفین میں ''کھرل'' قوم کے متعلق منقول ہے کہ یہ قوم پنوار کی ایک شاخ تھی اور حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کا پیشہ زراعت تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ میرے آباؤ اجداد کا پیشہ زراعت تھا اور وہ مویشی چرایا کرتے تھے اور ان کا دودھ دوہتے تھے۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو لوگ ''بابل'' کے نام سے پکارتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس نام کے بارے میں حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ محمد جمال چشتی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ دریا کے کنارے کوئی کشتی موجود نہ تھی۔ وہ حیران ہو کر بیٹھ گئے کہ اچانک ایک لڑکا دریا سے ظاہر ہوا اور ان کا قرآن شریف اپنے سر پر رکھ کر کہنے لگا

Marfat.com

کہ اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھوتا کہ دریا عبور کر سکو۔ انہوں نے اس لڑکے سے دریافت کیا کہ آپ کا نام کیا ہے؟ اس لڑکے نے جواب دیا کہ میرا نام ''بابل'' ہے۔ پھر انہوں نے اس لڑکے کا ہاتھ پکڑا اور وہ انہیں دریا کے پار لے گیا۔ دریا کے پار پہنچنے کے بعد وہ لڑکا غائب ہو گیا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''بابل'' قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا نام تھا اور اہل علاقہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اسی نام سے پکارتے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ، مرشد پاک حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوئے تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''نور محمد'' رکھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نور سے ایک زمانہ منور ہوا۔

وہ رعنائی ہے تجھ جانِ بہاراں کے تصور میں
دھیان آئے ترا اور آدمی گلزار ہو جائے

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب نوشیرواں عادل سے ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب ذیل ہے:

۱۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ بن ہندال

۳۔ بن طاطار

۴۔ بن محمود کھرل

۵۔ بن مرہ

۶۔ بن عزیز

۷۔ بن ذاتا

۸۔ بن دینا

Marfat.com

۹۔ بن چھتر

۱۰۔ بن ادہر

۱۱۔ امو

۱۲۔ بن کرا

۱۳۔ بن جگ سین

۱۴۔ بن کج سین

۱۵۔ بن سریک

۱۶۔ بن راچیت

۱۷۔ بن دیورائے

۱۸۔ بن گڈن شہیر

۱۹۔ بن موابن بدھ

۲۰۔ بن بوہل

۲۱۔ بن باہدہ

۲۲۔ بن کھرل

۲۳۔ بن کھیوہ

۲۴۔ بن رانو

۲۵۔ بن دہوہڑ

۲۶۔ بن جبل

۲۷۔ بن جمع

۲۸۔ آہرا

۲۹۔ بن بہوٹا

Marfat.com

۳۰۔ بن رائے

۳۱۔ بن رائے دیون

۳۲۔ بن چالک

۳۳۔ بن سلنگھی

۳۴۔ بن راجہ کرن

۳۵۔ بن سورج

۳۶۔ بن مولراج

۳۷۔ بن راجہ جگ دے

۳۸۔ بن بنسیرین

۳۹۔ بن قیصر

۴۰۔ بن ہرمز

۴۱۔ بن نوشیرواں عادل

Marfat.com

ولادت باسعادت

وقت کی دھوپ سہی ، آتش حالات سہی
جو ترے سایۂ دامن میں ہے آرام میں ہے

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ رمضان المبارک ۱۱۴۲ھ بمطابق ۱۷۲۹ء کو چوٹالہ ضلع بہاولپور میں پیدا ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان مہار چلا گیا اور وہیں سکونت اختیار کی۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میاں احمد بہ دودھ والا رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل دوسری عورتوں کے درمیان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو دیکھا تو بغور ان کو دیکھنے لگے۔ دوسری عورتوں نے کہا کہ تم درویش ہوکر بیگانی عورتوں کی جانب دیکھتے ہو جبکہ درویشوں کے لئے یہ کسی بھی طرح مناسب نہیں ہے۔ میاں احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اس عورت کی جانب اس لئے دیکھتا ہوں کہ اس کے پیٹ سے نورِ الٰہی بلند ہو رہا ہے اور اس نور کا عکس عرشِ معلیٰ پر ہے اور اس نور سے ایک جہان منور ہوگا۔ میاں احمد رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی اور جب قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے تو ایک عالم ان سے فیضیاب ہوا۔

اہل مشرق و مغرب کے معالج

کیا ستم ہے اہل دل ، اہل نظر ، اہل جنوں
سب اسیر جلوہ ہائے آب و گل ہونے لگے

حاجی محمد خان کاتب رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن میں ان کی والدہ نے گود میں اٹھایا ہوا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز تھی۔ والدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معالج کے پاس لے جا رہی تھیں۔ راستہ میں انہیں حضرت میاں محمد ماہ رحمۃ اللہ علیہ ملے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تم اس بچے کو کہاں لے جا رہی ہو؟ والدہ بولیں کہ اس کی طبیعت ناساز ہے اس لئے معالج کے پاس لے جا رہی ہوں تاکہ بیماری کا علاج ہو سکے۔

حضرت میاں محمد ماہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو فرمایا:

”تمہارا یہ بیٹا اہل مشرق و مغرب کا معالج ہے اور اسے کسی طبیب کی ضرورت نہیں۔“

Marfat.com

تعلیم وتربیت

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حافظ محمد مسعود مہاروی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی دینی علوم مہار شریف میں ہی حاصل کی۔ جب سن بلوغت کو پہنچے تو ڈیرہ غازی خاں چلے گئے اور وہاں جا کر مزید دینی تعلیم حاصل کی۔ پھر پاک پتن کے نواح میں حضرت شیخ احمد کھوکھر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مزید دینی تعلیم حاصل کی۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محکم الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ لاہور تشریف لائے اور یہاں بھی مروجہ دینی کتب کا علم حاصل کیا۔ بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی تشریف لے گئے جو اس وقت دینی علوم کا ایک بڑا مرکز تھا۔

دل میں اِک جذبہ بے تاب اگر ہے موجود
منزلِ یار کو دوگام میں جا لینا ہے

دہلی میں ان دنوں حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ دین اسلام کی تبلیغ اور ترویج میں مصروف تھے۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حلقہ ارادت بے حد وسیع تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کی تعداد بے شمار تھی۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز حافظ محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے دروازے پر دربان دیکھ کر اندر جانے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا۔ پھر خیال آیا کہ اندر دیکھا تو سامنے تخت پر چاندی بچھی ہوئی ہے اور اس

پر تکیہ لگائے حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز ہیں۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو تخت سے نیچے آئے اور آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور گلے لگا لیا اور پھر اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ صاحبزادے! کہاں سے آئے ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! پاک پتن کے نواح کا رہنے والا ہوں۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم شیخ الشیوخ والعالم حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد پاک میں سے ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا نہیں۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا تو پھر تم دہلی کیوں آئے ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حصولِ علم کے لئے اور علم کی کشش مجھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کھینچ لائی ہے۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم کے متعلق دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیم کے متعلق بتایا اور بتایا کہ دہلی میں میاں برخودار کا شاگرد ہوں۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم ان سے ہی تعلیم حاصل کرو کہ میں نے آج کل پڑھانے کا سلسلہ موقوف کر رکھا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! ان کے مدرسہ میں جانے اور آنے میں بہت وقت ضائع ہوگا کہ فاصلہ بہت زیادہ ہے اور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے فیض بھی اٹھانا چاہتا ہوں۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا تو پھر ہم تمہیں پڑھا لیا کریں گے۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی باقاعدہ شاگردی اختیار کی اور چند ہی روز میں جان گئے کہ ان کے استادِ محترم تو جامع العلوم ہیں اور جس موضوع پر بھی گفتگو کرتے ہیں سیر حاصل کرتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ علم کا دریا بہہ رہا ہے۔

فاش ان پر بھی نہ ہو رازِ محبت اے دل
ان سے بھی اپنی محبت کو چھپا لینا ہے

Marfat.com

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی قابلیت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ علم کا بحر بیکراں تھے اور جامع العلوم تھے۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے منطق کی مشہور کتاب قبطی کا درس لیا۔ دورانِ درس حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس شاگرد کی قابلیت کو پہچان لیا تھا اور اس میں چھپے گوہر نایاب کو پہچان چکے تھے اس لئے فرمایا کہ نور محمد (رحمۃ اللہ علیہ)! تم ظاہری علوم میں اپنا وقت ضائع نہ کرو اور جو کچھ تم پڑھ چکے وہ تمہارے لئے کافی ہے اب تم باطنی علوم کی جانب متوجہ ہو اور حقیقی علم حاصل کرو جس کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے۔

Marfat.com

سعادتِ بیعت

میری اقلیم الم پر وہ تصرف ہے ترا
زخم کو حکم جو پہنچے، گل خنداں ہو جائے

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے بعد ان کے دست حق پر ۱۱۶۵ھ میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت فرماتے تھے اور حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص تھے جو حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دہلی آنے کے بعد سب سے پہلے بیعت ہوئے تھے۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ طریقت ذیل ہے۔

۱۔ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ
۲۔ خلیفہ حضرت خواجہ شاہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
۳۔ خلیفہ حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ خلیفہ حضرت خواجہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ خلیفہ حضرت خواجہ یحییٰ مدنی رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ خلیفہ حضرت خواجہ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ خلیفہ حضرت خواجہ حسن محمود رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ خلیفہ حضرت خواجہ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ خلیفہ حضرت خواجہ شیخ محمود رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ خلیفہ حضرت خواجہ علم الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ خلیفہ حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ خلیفہ حضرت خواجہ کمل الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ خلیفہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ خلیفہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ خلیفہ شیخ الشیوخ والعالم حضرت خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ خلیفہ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ خلیفہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ خلیفہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ خلیفہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ خلیفہ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ خلیفہ حضرت خواجہ ابو محمد محرم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ خلیفہ حضرت خواجہ ابو احمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ خلیفہ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ خلیفہ حضرت خواجہ ممشاد دھینوری رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ خلیفہ حضرت خواجہ ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ خلیفہ حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ خلیفہ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ خلیفہ حضرت خواجہ فصیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ خلیفہ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ خلیفہ امام الاولیاء حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

۳۲۔ خلیفہ شیر خدا امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

۳۳۔ خلیفہ رحمت للعالمین، فخر کون و مکان، تاجدارِ انبیاء، شافع روزِ جزاء حضور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے چونتیس برس مرشد پاک حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بسر کیے اور سلوک کی منازل طے کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عشق تھا اور ہر وقت ان کے ہمراہ رہتے تھے۔

جو عشق تری ذاتِ گرامی سے ہے ہم کو
اس عشق سے صادر ہوا اِک کارِ نمایاں

Marfat.com

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۲۶ھ میں حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی اور انہوں نے اپنے مرشد پاک حضرت شاہ کلیم اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بیٹے کی اطلاع بھجوائی۔ انہوں نے جواباً لکھ بھیجا کہ تمہارا بیٹا مسند رشد و ہدایت پر فائز ہو گیا اور ایک عالم اس سے سیراب ہو گا، تم اپنے بیٹے کا نام ''فخر الدین'' رکھو۔

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب والد بزرگوار کی جانب سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حضرت سیّد محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور پھر احادیث کی کتب مولانا حافظ اسعد اللہ انصاری المکی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ دیگر علوم کی تعلیم آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدالحکیم رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار کے دست حق پر سلسلہ عالیہ نظامیہ میں بیعت ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کی عمر مبارک ابھی سولہ برس تھی کہ والد بزرگوار اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نظام الدولہ کے لشکر میں شامل ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ دن کے وقت تو مصروفِ جنگ ہوتے اور رات کو ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ نظام الدولہ کے لشکر میں ایک ہمت یار خاں نام کا بندہ تھا جو کیمیاء گر تھا اور فوج کی ضرورت اور ان کی تنخواہوں کے لئے جس قدر دولت کی ضرورت ہوتی وہ مہیا کر دیتا تھا۔

اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا میرے متعلق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کوئی نہیں جانتا میری موت نزدیک ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے یہ ہنر سیکھ لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے پاس قرآن مجید ہے اور اس کے ہوتے ہوئے کسی کیمیاء کی ضرورت نہیں۔

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کچھ عرصہ بعد نظام الدولہ کے لشکر کو خیر باد کہہ کر اورنگ آباد واپس آ گئے اور مسند رشد و ہدایت پر فائز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت چند برسوں میں ہر جانب پھیل گئی اور لوگ جوق در جوق حاضر خدمت ہونے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شہرت سے نفرت تھی اور لوگوں کے ہجوم کو ناپسند کرتے تھے اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ اورنگ آباد کو خیر باد کہہ کر دہلی تشریف لے گئے۔

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی آمد کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ دہلی میں کچھ عرصہ قیام کے بعد پاک پتن تشریف لے گئے اور وہاں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔ پاک پتن کے سفر کے بعد واپس دہلی تشریف لائے اور اجمیری دروازہ میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی اور یہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کئی معرکۃ الآراء کتب بھی تصنیف کیں۔

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ محبّ النبی کے لقب سے مشہور تھے اور یہ لقب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حنفی المذہب تھے اور نماز مقررہ وقت پر ادا کرتے تھے اور مریدوں کو بھی نماز پڑھنے کی نصیحت کرتے تھے۔

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کو نصیحت کرتے تھے کہ وہ رات سونے سے قبل اپنا محاسبہ کریں اور غور کریں کہ انہوں نے سارے دن میں حق بندگی ادا کیا ہے یا نہیں؟

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تین کتب تصنیف کیں۔ نظام العقائد، رسالہ

مرجیہ اور فخر الحسن۔

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فجر کی نماز کے بعد حجرہ میں تشریف لے جاتے اور اس دوران حجرہ میں کسی کو آنے کی اجازت نہ تھی۔ تین پہر حجرہ میں قیام کے بعد باہر آتے اور حدیث کا درس دیتے۔ پھر مریدین حاضر خدمت ہوتے اور دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد قیلولہ فرماتے۔ بعدازاں کسی کتاب کا مطالعہ فرماتے اور نمازِ ظہر باجماعت ادا کرنے کے بعد مریدوں سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ جمعہ کے روز مولوی عظمت اللہ سے مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سنا کرتے تھے اور رمضان شریف میں ۲۷ رمضان المبارک کی شب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک یا حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر معتکف ہوتے تھے۔

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کی خوشی اور غمی میں شامل ہوتے تھے اور جو لوگ روزانہ حاضر ہونے والے تھے ان کی غیر حاضری آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پریشان کر دیتی تھی۔ اگر کوئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوتا تو اسے منع کر دیتے تھے۔

ایک مرتبہ دہلی کے ایک شخص نے حضرت فخر الدین دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت مرزا مظہر جاں جاناں رحمۃ اللہ علیہم کو اپنے گھر مدعو کیا اور اس کا مقصد ان تینوں حضرات کے اخلاق کا امتحان کرنا تھا۔ جب تینوں بزرگ اس کے گھر پہنچے تو وہ گھر موجود نہ تھا اور جب کافی دیر بعد آیا تو اپنی بیوی کی علالت کا بہانہ کر کے کچھ رقم ان کی نذر کرنا چاہئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر پیسے لئے، حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹھ کر اور حضرت مظہر جاں جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تم نے مجھے تکلیف دی۔

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علم و عرفان کے موتی لٹا رہے تھے اور اہل دہلی کے علاوہ ایک عالم آپ رحمۃ اللہ علیہ سے سیراب ہو رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں سکھوں کے مظالم حد سے تجاوز کر چکے تھے اور دہلی کے تمام نامور خاندان ان کی شورشوں سے

Marfat.com

تنگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مسلمانوں کی حالت زار دیکھ کر بہت دکھ ہوتا تھا اور اس وقت کے مغل فرمانروا سے بہت تنگ تھے اور کہتے تھے اسے یہ فتنہ نظر کیوں نہیں آتا اور وہ اس کا سد باب کیوں نہیں کرتا؟

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۸ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک کے نزدیک مدفون کیا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

مرشد پاک سے عقیدت

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد پاک سے بے پناہ عقیدت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کی خدمت کو اپنا فرض اولین جانتے تھے۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے پاک پتن روانہ ہوئے تاکہ شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضری کی سعادت حاصل کریں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے ہمراہ دہلی سے پاک پتن حاضری کے لئے آئے۔ پاک پتن حاضری کے بعد حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور مہار جا کر اپنی والدہ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کے حکم کی تعمیل کے لئے مہار شریف پہنچے۔ مہار شریف پہنچنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد حافظ محمد مسعود مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ درویشانہ وضع قطع اپنا چکے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حلیہ یکسر بدل چکا تھا اسی لئے کوئی بھی پہچان نہ پایا۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے جا کر کہا کہ دہلی سے کوئی درویش آیا ہے تم جا کر اپنے بیٹے کا حال دریافت کرلو۔ والدہ اسی وقت حافظ محمد مسعود مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچیں اور ان کے ذریعے اپنے درویش بیٹے سے ملیں اور پہچان نہ پائیں۔ والدہ نے اپنے بیٹے کا حال دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے قدموں میں گر پڑے اور قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ والدہ نے اپنے بیٹے کو پہچانا تو فرط جذبات میں خود پر قابو نہ رکھ سکیں اور گلے سے لگا لا کر آنسو بہانے لگیں اور خوش تھیں کہ ان کا بیٹا راہِ طریقت کا شہسوار ہے۔

Marfat.com

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ مہار میں جب تک مقیم رہے مسجد میں قیام پذیر رہے اور مراقبہ میں مصروف رہتے تھے۔ حافظ محمد مسعود مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوست حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ صاحبزادے! تم اتنا عرصہ دہلی رہے ہو کیا کچھ ملا بھی یا نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''ہندوستانی صاحبزادہ از پیرزادگان دکن در دہلی آمدہ بود در خدمت اومی ماندم و دیگچہ ہائے اولیسدم۔''

یعنی ہندوستانی پیر گھرانے کا ایک شخص دکن سے دہلی آیا میں ان کی خدمت میں رہا اور ان کی دیگچیاں چاٹتا رہا ہے۔

حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو کہا کہ صد افسوس ہے کہ تم نے اپنی زندگی دیگچیاں چاٹنے میں گزار دی اور مولوی احمد یار، مولوی اسد اللہ اور مولوی محمد صالح وہاں سے فارغ التحصیل ہو کر آنے کے بعد عالم بن گئے۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ چند روز مہار شریف میں قیام کرنے کے بعد دوبارہ اپنے مرشد پاک کی خدمت میں پاک پتن پہنچے جو ان دنوں پاک پتن میں ہی مقیم تھے۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ تم برج نظامی میں عبادت کرو۔ پاک پتن میں حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ تھا کہ جب بھی کوئی ان سے مرید ہونے کے لئے آتا تو اسے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیتے تھے اور یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کی حیاتِ ظاہری میں ہی لوگوں کو بیعت کرنے لگے۔

حافظ شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی میں دیگچیاں چاٹنے پر عمر ضائع کرنے کا کہا تھا انہوں نے جب حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق سنا کہ وہ پاک پتن میں مقیم ہیں تو بیعت کے لئے آئے اور حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیعت کے لئے بھیج دیا اور

Marfat.com

فرمایا:

"تم نور محمد (رحمۃ اللہ علیہ) کے دست حق پر بیعت ہو کہ اس کی بیعت میری بیعت ہے۔"

حضرت شاہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ الشیوخ العالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے بعد حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میں ابھی یہاں دو ماہ مزید قیام کروں گا تم اپنے گھر اپنی والدہ سے مل آؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ پھر مہار شریف پہنچے اور والدہ کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ پاک پتن لوٹے تو مہار شریف کے بے شمار لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھے اور ان سب نے حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ ان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی ملک سلطان اور ملک برہان رحمۃ اللہ علیہم بھی شامل تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چچا اور استاد حافظ محمد مسعود مہاروی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جب پاک پتن سے دوبارہ دہلی کی جانب عازمِ سفر ہوئے تو دورانِ سفر حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا نور محمد (رحمۃ اللہ علیہ)! عنقریب مخلوقِ خدا کا بوجھ تمہارے کندھوں پر آن پڑے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ حضور! میں حقیر اس بوجھ کو کیسے اٹھا سکوں گا؟ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تسلی دی اور پھر کچھ عرصہ بعد خرقہ خلافت عطا فرماتے ہوئے حکم دیا کہ مہار شریف چلے جاؤ اور اسے مرکز رشد و ہدایت بناؤ۔

گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا کہ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ قریباً چونتیس برس تک مرشد پاک کی خدمت میں رہے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ چھ ماہ مہار شریف اور چھ ماہ دہلی میں مرشد پاک کی خدمت میں بسر کرتے تھے۔

Marfat.com

منصب رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہونا

سورج کی مانند نام ترا نقش ہوا
کرنوں کی مانند بات تری پھیل گئی

حضرت نور محمد مہاروی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ حسب الارشاد مرشد پاک حضرت فخر الدین دہلوی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ مہار شریف تشریف لائے اور رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دینا شروع کیا۔ آپ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی آمد کے بعد پنجاب میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کو فروغ ملنا شروع ہوا۔ طالبانِ حق آپ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی خدمت میں جوق در جوق حاضر ہوتے اور بیعت کی سعادت سے سرفراز ہوتے تھے۔ آپ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ لوگوں کو دین اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کرتے اور انہیں حقیقی مسلمان بننے کی نصیحت کرتے تھے۔

حضرت نور محمد مہاروی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ جب مہار شریف میں مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کا فیض ہر ایک کے لئے یکساں تھا اور آپ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ مریدوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دیتے تھے۔ آپ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ ایک روحانی طبیب کی مانند باطنی امراض کی نشاندہی فرماتے اور پھر مرض کے مطابق علاج تجویز فرماتے یعنی مرید کے حال کے موافق اوراد و وظائف تلقین فرماتے تھے۔

حضرت نور محمد مہاروی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے ایک مرتبہ حکیم مولوی محمد عمر سے فرمایا:

''مہار دار الشفاء ہے۔''

حضرت فخر الدین دہلوی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ بھی حضرت نور محمد مہاروی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ پر بھرپور باطنی

توجہ فرماتے تھے اور دہلی میں ہونے کے باوجود ان کی نگاہیں مہار شریف کی جانب ہوتی تھیں۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جانتے تھے کہ ان کے چراغ سے پنجاب میں سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کی جو شمع روشن ہوئی ہے پروانے دیوانہ وار اس کے گرد جمع ہوں گے اور ان کے اس ہونہار روحانی فرزند کے ذریعے انہیں بھی حیاتِ جاودانی نصیب ہوگی اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کو عروج حاصل ہوگا۔

شجرہ الانوار میں منقول ہے کہ ایک شخص مہار شریف سے دہلی کی جانب عازمِ سفر ہوا۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ تم دہلی مرشد پاک حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونا اور میرا سلام پہنچانا اور ان سے کہنا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے یہاں خوب روشنی ہے۔ وہ شخص دہلی پہنچا اور اس نے حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام پہنچایا۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب پیغام سنا تو فرطِ جذبات سے فرمایا کہ نور محمد (رحمۃ اللہ علیہ) نے ہم سے کیا ہی اچھی نسبت قائم کی ہے۔

انہی کے نور سے دیکھا، انہی کے نور سے سوچا
نگاہوں کا یقین آئے ، دلوں کا اعتبار آئے

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مریدوں کو پرہیزگاری کا درس دیتے تھے۔ نفحات الانس، فقرات، شرح لمعات، عشرہ کاملہ، فصوص الحکم و دیگر کتب کا مطالعہ فرماتے اور ان کے درس دیا کرتے تھے۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دن مرشد پاک حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کتاب ''فقرات'' ہاتھ میں لئے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور کتاب مجھے دینے کے بعد فرمایا تم یہ رکھ لو یہ تمہارے کام آئے گی اس کا خوب مطالعہ کرنا کہ اس میں بہت جذبہ ہے۔

Marfat.com

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کے حکم کے مطابق مہار شریف میں قیام پذیر ہونے کے بعد ہر جمعہ کو نمازِ جمعہ پاک پتن میں ادا فرماتے تھے پھر جب بڑھاپا غالب ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان پر نمازِ جمعہ حضرت تاج الدین سرور رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے ان کے مزار پر جمعہ کی نماز پڑھنا شروع کر دی اور یہیں پر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی دیگر اولاد مدفون ہے۔

Marfat.com

عادات واطوار

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت اپنے پاس مسواک رکھا کرتے تھے اور ایک رومال پاس ہوتا تھا جس سے وضو سے فراغت کے بعد اعضائے وضو کو خشک کیا کرتے تھے۔ پھر بالوں اور داڑھی میں کنگھا کرتے اور سورۂ الم نشرح کا وِرد کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ سورت ہر امور میں مددگار ہے۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی غذا انتہائی قلیل تھی۔ جو مل جاتا تھا وہ تناول فرما لیتے تھے اور بالعموم ایک ہی روٹی تناول فرماتے تھے۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ قادری ٹوپی استعمال کرتے تھے اور موسم سرما میں عموماً روئی دار ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ دستار بھی باندھا کرتے تھے اور لباس ہمیشہ سادہ اور صاف ستھرا ہوتا تھا۔ گریبان کے بٹن ہمیشہ سینہ کی ایک جانب ہوتے تھے اور رومال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لباس کا اہم جزو تھا۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نماز باجماعت ادا فرمایا کرتے تھے اور ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے گریز کرتے تھے جس کے سر پر بال ہوتے اور سر منڈوائے امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو ترجیح دیتے تھے۔ فرائض اور واجبات کی پابندی میں کوتاہی سے کام نہ لیتے اور سنن ونوافل کو اپنی زندگی کا شعار بنا رکھا تھا۔

Marfat.com

کشف وکرامات

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا
ایک زمانے کی رَو جس میں نہ دن ہے نہ رات

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار کرامات زبان زدِ عام ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند کرامات کو ذیل میں اختصار کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے۔

ہندو جوگی مسلمان ہو گیا:

حضرت میاں نصیر بخش مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ براستہ اجمیر شریف، مہار شریف واپس آ رہے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجمیر شریف میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت کے لئے کچھ دن قیام کیا۔ اجمیر شریف میں ان دنوں ایک ہندو جوگی مشہور تھا جو اپنے فن میں کمال رکھتا تھا۔ اس کے تین سو چودہ چیلے تھے اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت سن کر حاضر خدمت ہوا اور چالیس روپے نقد اور کپڑے کے چند تھان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے نذرانہ کو قبول فرما لیا اور اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد پاک حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے دہلی جاؤں گا۔ پھر جب مزارِ پاک پر محفل سماع شروع ہوئی تو وہ ہندو جوگی بھی اس محفل میں شریک ہوا۔ اس نے ایسا تصرف کیا کہ تمام قوالوں کی زبانیں

بند ہوگئیں اور تمام ساز بھی اپنی آواز چھوڑ بیٹھے۔ حاضرین محفل اور مشائخ جو محفل میں موجود تھے سب پریشان تھے۔ سجادہ نشین دربار خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اپنے معمول کے اوراد و وظائف میں مشغول تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تمام صورتحال سے آگاہ کیا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور محفل سماع میں شریک ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس ہندو جوگی کے مقابل جیسے ہی بیٹھے تمام قوالوں کی آواز لوٹ آئی اور تمام ساز بھی بجنے لگے۔ محفل میں ایسا ذوق پیدا ہوا کہ حاضرین محفل جھوم اٹھے اور وہ ہندو جوگی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھ کر قدموں میں گر پڑا اور معافی مانگ کر اپنے چیلوں کے ہمراہ مسلمان ہو کر حلقہ ارادت میں شامل ہوگیا۔

چاہیں تو اشارے سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

کایا پلٹ گئی:

مولوی ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ جو خواجہ نور الصمد شہید رحمۃ اللہ علیہ فرزند حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے وہ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کو معتبر نہ جانتے تھے اور فقط آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا پیر بھائی تصور کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ حج کے لئے روانہ ہونے لگے تو حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولانا! آپ کا یہاں رہنا بہتر ہے کہ لوگ آپ سے علم حاصل کرتے ہیں۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات کو نظر انداز کر دیا اور سفر حج کی تیاری کرنے لگے۔ روانگی کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولانا! اگر آپ کو دورانِ سفر کوئی مشکل پیش آئے تو اس خاکسار کو یاد کر لیں انشاء اللہ اس بندے کو اپنا معاون پائیں گے۔ مولوی ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بات سنی اَن سنی کر دی۔ پھر راستہ میں ان کا جہاز سمندری طوفان میں پھنس گیا۔

Marfat.com

انہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قول یاد آ گیا انہوں نے باآوازِ بلند آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پکارنا شروع کر دیا اور کہنے لگے:

''یا حضرت نور محمد (رحمۃ اللہ علیہ) مدد فرمایئے۔''

مولوی ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ پر یہ کہتے کہتے غنودگی طاری ہو گئی اور انہوں نے دیکھا کہ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ جہاز میں موجود ہیں اور فرما رہے ہیں مولانا غم نہ کرو اللہ عزوجل تمارے ساتھ ہے اور تمام جہاز والوں کو تمہاری بدولت غرق ہونے سے محفوظ رکھے گا۔

مولوی ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب میں بیدار ہوا تو میں نے جہاز میں سوار تمام مسافروں سے کہا کہ تم پریشان نہ ہو انشاء اللہ ہم غرق نہ ہوں گے۔ پھر اللہ عزوجل نے ہمارے جہاز کو طوفان سے نجات دی اور ہم بخیر و عافیت ساحل پر پہنچ گئے۔ میں مکہ مکرمہ پہنچا اور پھر حج کے دن میدانِ عرفات میں دیکھا کہ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی صف میں کھڑے ہیں جس صف میں میں کھڑا تھا۔ جب خطبہ ختم ہوا اور میں نے انہیں ملنا چاہا تو وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ میں نے ان کے برابر میں کھڑے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ ان کے ساتھ جو بزرگ یہاں کھڑے تھے وہ کہاں گئے؟ تو انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل بہتر جانتا ہے یہ بزرگ پنجابی ہیں اور ہم انہیں بیت اللہ شریف میں روزانہ دیکھتے ہیں اور یہ حج کے دنوں میں بھی یہاں موجود ہوتے ہیں۔

مولوی ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں واپس لوٹا تو میں حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی قدم بوسی کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مولانا آپ کا یہ سر حرمین شریفین میں حاضر رہا ہے اسے یوں خاک آلود نہ کریں۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے لئے اس جگہ کو چھوڑ آیا ہوں اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میری تربیت فرمائی اور مجھے خلافت عطا فرمائی۔

Marfat.com

آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے:

حضرت صاحبزادہ غلام نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ مرزا آقا محمدی بیگ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ قبلۂ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے انہوں نے اپنے اہل خانہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرید کروایا۔ پھر جب وہ اپنی کم سن بیٹی کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور اسے بھی مرید کرنے کی درخواست کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بچی کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ بھی میری مرید ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ بچی نیک بخت ہوگئی اور پھر جب بھی اس کے سامنے حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا جاتا یا ذکر کیا جاتا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ کسی نہر سے پانی جاری ہو گیا ہے۔

حقیقی صورت:

حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عادتِ کریمہ تھی جب حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی سے مہار شریف کی جانب رخصت فرماتے تو دہلی میں موجود اپنے مریدوں اور امراء سے فرماتے کہ نور محمد (رحمۃ اللہ علیہ) مہار شریف جانے والا ہے۔ پھر ہر مرید اور رئیس، حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کرتا اور ان کی خدمت میں نذرانہ پیش کرتا۔ جمیلہ بیگم جو حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں میں سے تھیں اور دہلی کے امراء میں شمار ہوتی تھیں انہوں نے بھی حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے ہاں پہنچے تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی صورت دیکھ کر دل میں خیال کیا کہ حضرت کو نہ معلوم ان سیاہ فام میں کیا نظر آیا کہ ان پر عاشق ہو گئے اور انہیں نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرما دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر جمیلہ بیگم کا وسوسہ ظاہر ہو گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مرشد پاک کا فیض اور کرم میری ظاہری صورت پر نہیں ں بلکہ میری حقیقی صورت پر ہے اور

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ شکل بدل گئی اور نورانی چہرہ ظاہر ہو گیا جس کے نور سے تمام گھر منور ہو گیا۔ جمیلہ بیگم نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حسین و جمیل چہرہ دیکھا تو اپنے وسوسہ سے توبہ کی۔

محفل دہر میں رکھے جو ترا نور قدم
شمع خورشید، چراغ تہ داماں ہو جائے

بیماری جاتی رہی:

حضرت صاحبزادہ نصیر بخش مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ جب بہاولپور، احمد پور، سید پور، کوٹ مٹھن اور اُچ شریف کا سفر کرتے تو سب سے پہلے اُچ شریف جایا کرتے تھے اور پھر دیگر علاقوں کا سفر کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سید پور پہنچے تو قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے ان کی علالت کی خبر سن کر نارووالہ جانے کی بجائے کوٹ مٹھن چلے گئے۔ حضرت نور محمد نارووالہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے انہوں نے قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ سے مزاج دریافت کیا تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دوست کی ملاقات بیمار کے لئے باعث شفاء ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ پر وجد طاری ہو گیا اور وہ والہانہ جھومنے لگے اور پھر ان کی بیماری جاتی رہی۔

یہ راز ہم سے چھپایا ہے میر واعظ نے
کہ خود حرم ہے چراغِ حرم کا پروانہ

نگاہِ کرم:

حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ ہانسی شریف میں رہتے تھے اور کبھی کبھار قبلہ عالم

Marfat.com

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے مہار شریف تشریف لاتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ پاک پتن میں قیام پذیر ہوئے تو شہر کا رئیس آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کیمیاء کی ترکیب پوچھنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تنگ کرنے لگا اور کہنے لگا علی الصبح میں تمہیں ایسا مزہ چکھاؤں گا کہ لوگ تم سے عبرت حاصل کریں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ کبھی نہیں ہوتا۔ علی الصبح لڑائی اور قتل و غارت گری شروع ہوگئی اور وہ مارا گیا۔

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے جب لڑائی جھگڑے کا سنا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خیریت دریافت کرنے کے لئے ایک خادم کو روانہ کیا۔ اس خادم کی ملاقات راستہ میں ہی حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو اس نے ان کی خیریت دریافت کی۔ حضرت میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں خود قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا رہا ہوں تاکہ سارا واقعہ بیان کرسکوں۔ پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے تو عرض کیا حضور یہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کرم ہے وہ کتے آپس میں ہی لڑتے رہے اور سارا ہنگامہ انہی نے کھڑا کیا ہوا تھا۔

بعد وصال وعدہ پورا کیا:

حضرت میاں نور بخش مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کوٹ مٹھن کے ایک قاضی صاحب نے قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے وعدہ لیا کہ حضور! اگر میں فوت ہوجاؤں تو میری نمازِ جنازہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پڑھائیں گے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے وعدہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انشاء اللہ تیری نمازِ جنازہ میں ہی پڑھاؤں گا۔ وہ قاضی صاحب حیات تھے کہ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔ ان قاضی صاحب کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ میری نمازِ جنازہ پڑھانے کا وعدہ کیا تھا اب وہ وعدہ کیسے پورا ہوگا؟ پھر جب

Marfat.com

ان قاضی مذکور کا وصال ہوا اور ان کی تدفین کی تیاریاں شروع کی گئیں۔ نمازِ جنازہ کا وقت ہوا تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک گھڑ سوار گھوڑا دوڑاتا آ رہا ہے اور اس کے ہمراہ چار پانچ شخص اور ہیں۔ جب وہ گھڑ سوار نزدیک پہنچا تو سب نے اسے پہچان لیا کہ وہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور نمازِ جنازہ پڑھانے کے بعد نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔

عشق کی فطرت کو اِک پیغام کا تھا انتظار
جب وہ پیغام آ گیا قطرے بھی طوفاں ہو گئے

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سالکانِ راہ حق اور مسلمانوں کے لئے مشعل راہ ہیں اور عین شریعت کے مطابق ہیں۔

اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا قبر میں حال:

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی قبر میں کیا کیفیت ہوتی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا جسد مبارک روح کا حکم رکھتا ہے اور جہاں ان کی روح ہوتی ہے وہیں ان کا جسم ہوتا ہے۔ ابدال کی کیفیت بھی یہی ہے جب اس کی روح پرواز کرتی ہے تو اس کا جسم بھی ساتھ ہی پرواز کر جاتا ہے اور ایسا اس لئے ہے کہ روحانیت ان کے جسم پر غالب ہوتی ہے۔ اللہ عزوجل کی مشیت ہے کہ جہاں اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی ارواح ہوں وہیں ان کے جسم بمنزل ظل ہمراہ ہوں اور ان کی روح کا قبر کے ساتھ تعلق بقدر موانست ہوتا ہے۔

شریعت کا باطن بھی عین شریعت ہونا چاہئے:

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ وعظ کرتے ہوئے فرمایا کہ علماء حلال کھانے کی تلقین کرتے ہیں مگر اس بات کا خیال نہیں رکھتے کہ شریعت کا باطن بھی عین شریعت ہونا چاہئے۔ درحقیقت اہل کام کم کھانا، کم سونا، کم گفتگو کرنا اور لوگوں کی صحبت کو کم اختیار کرنا ہے اور اس جانب کوئی رجوع نہیں کرتا۔ حضرت فخر الدین دہلوی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ گو کہ ظاہری پرہیز نہ کرتے تھے مگر ان کی خودی اس کمال درجہ پر تھی کہ پانی کا استعمال بہت کم کرتے تھے اور بارہا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوا اور بظاہر دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دسترخوان پر اِدھر اُدھر ہاتھ ڈالتے اور یوں محسوس ہوتا کہ ہر چیز کھا رہے ہیں مگر ہاتھ آخر میں ایک جگہ پر ہوتا اور ان کی طرح کم کھانے والے بزرگ کم ہی ہوئے ہیں۔

خود کو مریض خیال کرنا بھی غنیمت ہے:

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا مرضِ نفسانیت کی بھی کوئی دوا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دوا بہت ہے اگر کوئی کرنا چاہے اور سب لوگ زبان سے تو خود کو مریض کہتے ہیں مگر کوئی ایسا دکھائی نہیں دیتا جو علاج کروانا چاہتا ہو جبکہ طبیب بھی موجود ہو۔ اس شخص نے عرض کیا میں خود کو مریض جانتا ہوں مگر علاج نہیں ہوتا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خود کو مریض خیال کرنا بھی غنیمت ہے اور کبھی نہ کبھی علاج ہو ہی جائے گا اور جو خود کو مریض جانے اس کا علاج آسان ہے۔

فقراء کا کام:

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فقراء کا کام ہر ایک کو نیک بات کہنا ہے اور دعا دینا ہے پھر جو بھی اس کے ساتھ ہو وہ اس کا مقدر ہے اور اللہ عزوجل کے امور میں کسی کو مداخلت کا اختیار نہیں اور اس کے کام جمال سے بھی ہوتے ہیں اور جلال سے بھی ہوتے ہیں۔

سائل کو خوش کرنا:

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ تعویذ لکھتے ہوئے فرمایا شیخ الشیوخ والعالم حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد پاک قطب الاقطاب

حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ لوگ تعویذ لینے کے لئے آتے ہیں کیا کروں؟ انہوں نے لکھا کام تیرے ہاتھ میں نہیں اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے تم اللہ عزوجل کا اسم لکھ کر دے دیا کرو۔ یہ فرمانے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس میں نفع ہے کہ سائل کا دل خوش ہو جاتا ہے اور اسے قلبی تسکین ملتی ہے۔

تلقین اور تکمیل کے قابل لوگوں کو خود سے دور کرنا:

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا شیخ کامل اس شخص کو خود سے دور کر دیتا ہے جو دوسروں کے لئے تلقین اور ان کی تکمیل کے قابل ہو جائے تا کہ لوگ اس سے زیادہ سے زیادہ نفع اٹھا سکیں اور جو ابھی تربیت کے لائق ہو اسے کامل بنانے کے لئے خود سے دور نہیں کرتے۔

واردات اور نعمت کا فقدان:

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک بزرگ پر اللہ عزوجل کی عنایات ہوئیں تو اس نے خلوت میں جانا چاہا تا کہ مزید نعمت حاصل ہو۔ جب وہ خلوت میں گئے تو ان کی وارداتِ قلبی منقطع ہو گئی۔ کسی نے پوچھا واردات اور نعمت کا فقدان کس وجہ سے ہوا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نعمت کا نزول اللہ عزوجل کی عنایت سے ہوتا ہے جب ان بزرگ پر اس نعمت کا اظہار ہوا تو انہوں نے خلوت نشینی کو ترقی کا ذریعہ جانا اور جب ان کی اپنی تدبیر داخل ہوئی وہ اس مقام سے محروم ہو گئے۔

Marfat.com

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد پاک حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا بے حد غم تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی یاد میں اکثر غمگین رہتے تھے۔ اسی رنج وغم کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید اور خلیفہ حضرت نور محمد ناردوالہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وصال پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرید خاص کے وصال کا بھی شدید رنج ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور ایک سال تک دنیا سے بے تعلق رہے۔ لوگوں نے خاموشی کی وجہ دریافت کی تو فرمایا میری گفتگو قرآن مجید کی تفسیر واحادیث کے متعلق ہے اور اسے کون سمجھے گا؟

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ پر مرض الموت کا غلبہ ہوا تو حضرت خواجہ محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کہاں بنائی جائے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں علم الغیب نہیں جانتا اللہ عزوجل جانتا ہے مجھے موت کہاں آئے گی؟

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے ۳ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تاج سرور میں مدفون کیا گیا جو اب ''چشتیاں'' کے نام سے مشہور و معروف ہے اور وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

اقوال و ارشادات

☆ تربیت پانے کے خواہاں افراد کو کبھی بھی اپنے سے دور نہ کرو یہی صحیح معنوں میں فیضانِ شیخ ہے۔

☆ ہر کام کا مدار ایمان پر ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت بھی استقامت ایمان کے بعد ہے چاہے کوئی جمعہ کی رات کو فوت ہو جائے یا رمضان میں۔

☆ شیخ و مرشد طالب کو ذکر و فکر اور اشغال و اوراد کی تلقین کرتا ہے مگر جب وہ ان کو قضاء کرتا ہے تو شیخ بھی اسے نہیں پہچانتا وہ بہت مدت تک ہی کیوں نہ اس کے پاس بیٹھا ہو۔

☆ اگر کوئی شخص اللہ عزوجل کی مخلوق کو خوش حال کرے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ تو نے مجھے خوشحال کیا۔

☆ ماسوائے اللہ عزوجل کبھی کسی سے، حاجت طلب نہ کرو۔

☆ جو اپنے آپ کو مریض نہ جانے اس کا علاج بے حد مشکل ہوتا ہے۔

☆ نزولِ نعمت محض عنایت ازلی اور فضل لم یزل ہے اس میں تدابیر کو داخل کرنے سے اس مقام سے انسان محروم ہو جاتا ہے۔

☆ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا جسد روح کا حکم رکھتا ہے جہاں ان کی روح ہوگی وہاں ان کا جسم ہوگا۔

☆ اللہ عزوجل کے کام میں کسی نبی یا ولی کو دخل نہیں ہے وہ خداوند عالم میں اپنا

Marfat.com

کام کبھی جمال سے کرتے ہیں اور کبھی جلال سے۔

☆ انسان کامل جانِ عالم ہے اور اس کا فوت ہو جانا گویا کل جہان کا فوت ہو جانا ہے۔

☆ اہم ترین کام قلت طعام، قلت نیام، قلت کلام اور قلت صحبت مع الانام ہے مگر اس طرف کوئی رجوع نہیں کرتا۔

☆ جس شخص کے اخلاق سے انسان خوش ہوں ان سے خدا بھی خوش ہوتا ہے۔

☆ کامل انسان کے مرنے سے دنیا علم کے ایک حصے سے خالی ہو جاتی ہے۔

☆ جو کوئی اپنے دشمن کو راضی کر لیتا ہے وہ خدا کو پا لیتا ہے۔

☆ فقراء کا کام تو کسی کو نیک کام کہنا اور دعا دینا ہے آگے جو کسی کے ساتھ ہونا مقسوم رہے وہ ہو جائے گا۔

☆ اگر سالک ہمیشہ اپنے پیر کی خدمت میں اپنی آمد کو نو آمد خیال کرے اور ہر دن کو پہلا تصور کرے تو وہ اپنے مقصود کو پہنچ جائے گا اگر دوسرے دن کو دوسرا دن ہی سمجھا تو تباہی و ہلاکت میں گرفتار ہو جائے گا۔

Marfat.com

اولادِ پاک

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاجزادے اور دو صاجزادیاں تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاجزادے حضرت نور الصمد رحمۃ اللہ علیہ تھے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے اور یکم ربیع الاول ۱۲۰۶ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاجزادے حضرت نور احمد رحمۃ اللہ علیہ تھے جو ۱۲۲۴ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے صاجزادے حضرت نور الحسن رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہوں نے طویل عمر پائی اور ۱۲۸۰ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔

Marfat.com

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی ایک کثیر تعداد ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ہزاروں لوگوں نے فیض پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں حضرت سلیمان تونسوی، حضرت نور محمد ناردوالہ، حضرت حافظ محمد جمال ملتانی، حضرت قاضی محمد عاقل، حضرت حافظ غلام حسین، حضرت شیخ جمال چشتی، حضرت محمد بخش چشتی، حضرت، مخدوم محبّ جہانیاں، حضرت سید صالح محمد شاہ، حضرت میاں محمد فاضل نیکوکار، حضرت عبدالوہاب اوچی، حضرت حافظ نبی، حضرت مولوی محمد عجب، حضرت قاری عزیز اللہ رحمۃ اللہ علیہم اور دیگر شامل ہیں۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ

کے نامور خلفاء

وفاداری بشرطِ اُستواری اصل ایماں ہے
مرے بت خانے میں تو کعبے میں گاڑو برہمن کو
شہادت تھی مری قسمت میں جو دی تھی یہ خو مجھ کو
جہاں تلوار کو دیکھا جھکا دیتا تھا گردن کو

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

سلطان التارکین، برہان العاشقین حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے نامور بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام ''محمد سلیمان'' ہے جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے لقب ''پیر پٹھان'' کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام ''زکریا'' تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار حضرت زکریا خان رحمۃ اللہ علیہ افغانوں کے مشہور قبیلہ ''جعفر'' کے سردار تھے اور صاحب علم وفضل لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۸۳ھ بمطابق ۱۷۶۴ء کو تولد ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت گڑگوجی میں ہوئی۔ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے خواب میں دیکھا کہ آفتاب آسمان سے اتر رہا ہے اور آہستہ آہستہ وہ گڑگوجی میں اترا اور ان کی گود میں آ گیا۔ اس آفتاب کا آنا تھا کہ تمام گھر منور ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ خواب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل میں پورا ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جب مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے تو ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی محض چار برس ہی تھی کہ والد بزرگوار وصال فرما گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت کی تمام تر ذمہ داری نہایت احسن انداز میں نبھائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید کی تعلیم کے لئے ملا یوسف جعفر کے مدرسہ میں داخل کروایا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے پندرہ

Marfat.com

سپارے ملا یوسف جعفر سے پڑھے۔ ملا یوسف جعفر کی اہلیہ نہایت سخت مزاج کی تھیں۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بات بات پر مارتی تھیں اور یہی وجہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو والدہ ماجدہ نے ان کے مدرسہ سے اٹھالیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو میاں حسن علی کے مدرسہ میں داخل کروا دیا گیا جہاں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بقیہ پندرہ سپارے پڑھے۔ میاں حسن علی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا پند نامہ اور حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی گلستان و بوستان کا درس لیا۔

میاں حسن علی کا مدرسہ تونسہ شریف کے بڑے بازار میں بگی مسجد کے قریب تھا۔ میاں حسن علی کا معمول تھا کہ وہ اپنے طلباء میں عجز و انکساری پیدا کرنے کے لئے ان سے بھیک منگواتے تھے۔ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن میں ہی یہ نصیحت کی تھی کہ بیٹا! اللہ عزوجل کے سوا کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بھیک مانگنے کے لئے بھیجا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ناچار چلے تو گئے کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میاں حسن علی کے ان کڑے اصولوں کو جانتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلند آواز سے بھیک مانگنا تو کجا کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا بھی معیوب سمجھتے تھے اس لئے ساری شام تونسہ شریف کی گلیوں میں گھومتے رہے مگر کسی سے کچھ مانگنے کی ہمت نہ کر سکے۔ مغرب کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ایک حویلی سے ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر حویلی کے چبوترے پر گئی تو وہاں ایک سفید ریش بزرگ تشریف فرما تھے۔ ان بزرگ نے سمجھا کہ کوئی مسافر طالب علم ہے اور بھوکا معلوم ہو رہا ہے۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ہاتھ کے اشارے سے روکا اور گھر کے اندر لے گئے اور کھانے کے لئے سالن اور روٹیاں دیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ بزرگ سمجھے کہ شاید کئی روز کے فاقے کی وجہ سے ایسا ہے اس لئے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کہ بیٹا! تمہارا گھر کہاں ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں طالب علم

Marfat.com

ہوں اور میاں حسن علی کے پاس زیر تعلیم ہوں۔ بزرگ جانتے تھے کہ میاں حسن علی کا اصول ہے کہ وہ اپنے طلباء سے بھیک منگواتے ہیں تاکہ ان میں عجز و انکساری پیدا ہو۔ انہوں نے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تاکید کرتے ہوئے کہا کہ تم گھر گھر بھیک مانگنے کی بجائے میرے پاس آجایا کرو میں تم کو دونوں وقت کا کھانا دے دیا کروں گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اگلے روز مقررہ وقت پر اس حویلی پہنچ گئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس چبوترے کے ساتھ ایک کتے کو بندھا ہوا دیکھا۔ کتے نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر اس چبوترے کے پاس کھڑے رہے کہ شاید وہ بزرگ باہر آجائیں مگر رات ہوگئی وہ بزرگ باہر نہ آئے اور نہ ہی کتے کی وجہ سے یہ ہمت ہوئی کہ حویلی کے دروازے پر دستک دے سکیں چنانچہ رات گئے آپ رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ واپس لوٹ آئے اور میاں حسن علی کو یہ بھی نہ بتا سکے کہ انہیں آج بھیک نہیں ملی۔ میاں حسن علی چونکہ یہ بھی جانتے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھیک مانگنا معیوب سمجھتے ہیں اس لئے انہوں نے متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم کل روٹی نہ لے کر آئے تو تمہیں مدرسہ سے نکال دیا جائے گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ارادہ کیا کہ کل تونسہ کے ہر گھر کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے تاکہ انہیں بھیک مل سکے۔ اگلے روز جب آپ رحمۃ اللہ علیہ تونسہ شریف کی گلیوں میں نکلے تو اتنی ہمت نہ ہوسکی کہ کسی گھر کا دروازہ کھٹکھٹائیں یہاں تک کہ رات ہوگئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کہیں سے بھی کچھ حاصل نہ کر سکے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ واپس جانے لگے تو معاً یہ خیال آیا کہ اگر میں روٹی کے بغیر مدرسہ گیا تو میاں حسن علی مجھے مدرسہ سے نکال دیں گے اور میری تعلیم ختم ہو جائے گی۔

اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ بھیک مانگنے سے بہتر ہے کہ چوری کر لی جائے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک تندور کی جانب بڑھے اور جب تندور والے کی نظر دوسری طرف ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ روٹیاں اٹھا کر بھاگ نکلے۔ تندور والے کی نظر پڑی تو اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بھاگتے بھاگتے

Marfat.com

مدرسہ میں داخل ہوئے تو وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے مدرسہ میں داخل ہو گیا اور میاں حسن علی سے کہنے لگا کہ میاں جی! تمہیں شرم نہیں آتی. تم چوروں کا مدرسہ کھولے بیٹھے ہو۔ میاں حسن علی نے جب تندور والے کی بات سنی تو انہیں شرمندگی ہوئی اور انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ آئندہ اپنے شاگردوں سے بھیک منگوانے کی بجائے ان سے محنت و مزدوری کروائیں تاکہ انہیں رزقِ حلال کمانے کی عادت پڑ جائے۔ میاں حسن علی نے اپنے اس ارادے کے تحت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور کہا کہ تم درس سے فارغ ہونے کے بعد محنت مزدوری کرو تاکہ تمہارے کھانے، کپڑوں اور کتابوں کا خرچ پورا ہو سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اگلے روز بازار چلے گئے اور ایک جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دو آنے یومیہ پر مزدوری مل گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب کام کرنے لگے تو معاً آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خیال آیا کہ اگر میں محنت مزدوری میں اپنا وقت ضائع کرنا شروع ہو گیا تو پھر تعلیم کیسے حاصل کروں گا؟ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی مزدور نے مالک کے پاس جا کر شکایت کی کہ وہ نیا مزدور کچھ کام نہیں کر رہا اور چپ چاپ بیٹھا کسی سوچ میں گم ہے۔ مالک آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس نے مارنے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ہاتھ اٹھانا چاہا تو اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ دفعتاً اس کے دل میں خیال آیا کہ کسی بے یارومددگار طالب علم پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہئے کیونکہ یہ کبیرہ گناہ ہے اس لئے اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے معاف کر دیا اور اس کے ہاتھ میں دوبارہ طاقت پیدا ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب مدرسہ واپس پہنچے تو میاں حسن علی کو اس سارے واقعہ کی اطلاع مل چکی تھی۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے حجرہ میں طلب کیا اور کہا کہ سلیمان (رحمۃ اللہ علیہ)! میں تمہارے چہرے پر ولایت کے آثار دیکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تم ایک دن مسند ولایت پر متمکن ہو گے مگر اس وقت تم میرے پاس زیرِ تعلیم ہو اس لئے میں استاد کی حیثیت سے تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم طالب علمی کے آداب کو مت بھولو اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم جلد اپنی

Marfat.com

تعلیم مکمل کرنے کے خواہاں ہو۔ آئندہ تمہیں کھانا، کپڑے اور کتابیں وغیرہ میں دوں گا مگر میں تمہیں اس بات کی قسم بھی دیتا ہوں کہ تم وقت سے پہلے خود کو ظاہر مت کرو۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نہایت حیرانی کے ساتھ استادِ محترم کی باتیں سن رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ابھی یہ بھی نہ جانتے تھے کہ مسند ولایت کیا ہوتی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے میاں حسن علی سے وعدہ کیا کہ میں آئندہ ان کے ہر حکم کی تعمیل کروں گا۔ اس واقعہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تمام تر توجہ حصولِ علم میں لگا دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام دن نصابی کتب پڑھتے اور رات تلاوت کلامِ پاک میں مشغول رہتے تھے۔ تلاوت کلامِ پاک کا اس قدر شوق تھا کہ بعض اوقات دورانِ تلاوت رقت طاری ہو جاتی تھی۔ کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ کسی ایک آیت پر اس قدر غور فرماتے کہ اس کے معانی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر واضح ہو جاتے۔ دورانِ تعلیم جب میاں حسن علی اپنے طلباء سے کوئی سوال کرتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سوال کا جواب قرآنی آیات کے ذریعے دیتے جس سے میاں حسن علی اور دیگر ساتھی طلباء بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت پر حیران رہ جاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے میاں حسن علی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس بات کا وعدہ لیا کہ جب مسند ولایت پر تشریف فرما ہوں تو یہ ضرور بتائیں کہ میں نے قرآن پاک کی تعلیم میاں حسن علی سے حاصل کی ہے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ گڑگوجی میں ہی مقیم تھیں اور انہیں اپنے اکلوتے فرزند سے بے حد محبت تھی۔ انہوں نے کئی بار ارادہ کیا کہ وہ اپنے فرزند کے لئے کچھ رقم یا کپڑے بھیجیں اور کئی مرتبہ ایسا کیا بھی مگر میاں حسن علی نے وہ چیزیں لوٹاتے ہوئے انہیں ہر مرتبہ یہی پیغام دیا کہ اگر انہیں میرے مدرسہ میں ہی تعلیم دلوانی ہے تو پھر انہیں دوسرے طلباء کی طرح مدرسہ میں رہنے دیں اور اگر شہزادہ بنانا ہے تو پھر اپنے پاس واپس بلا لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کا اکثر و بیشتر دل کرتا کہ وہ اپنے اکلوتے فرزند سے ملنے تونسہ چلی جائیں اور گڑگوجی سے تونسہ کا فاصلہ بھی صرف تین

Marfat.com

کوس تھا مگر میاں حسن علی کی سختی کی وجہ سے وہ ملنے کی ہمت نہ کر پاتیں کیونکہ وہ چاہتی تھیں کہ ان کے فرزند کی تعلیم و تربیت میں کسی بھی قسم کی کوئی کسر باقی نہیں رہنی چاہیے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز تونسہ شریف کے نواح میں واقع موضع سوکڑ میں ایک کتاب خریدنے کے لئے تشریف لائے تو راستہ میں ایک بزرگ نور محمد ناروو الا رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کے ہمراہ بازار سے گزر رہے تھے انہوں نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کر لیا اور مدرسہ تک پہنچایا۔ میاں حسن علی کو جب تمام معاملہ کی خبر ہوئی تو انہوں نے سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ سلیمان (رحمۃ اللہ علیہ)! تم بار بار ادب کی حد کو پار کر رہے ہو یہ مدرسہ ہے تمہارے مستقبل کی خانقاہ نہیں اور تمہارے لئے فضاؤں میں تختِ رواں کے جلوس نکلیں گے مگر یہ ایک معمولی مدرسہ ہے اور تم اس معمولی مدرسہ کے طالب علم ہو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب استادِ محترم کا غصہ دیکھا تو بے اختیار ان کے قدموں میں گر پڑے اور روتے ہوئے کہا یہ میرے اختیار میں نہیں ہے میں خود بے بس ہوں آپ میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں کہ لوگ مجھے صرف ایک طالب علم ہی رہنے دیں اور مجھے وہ نہ سمجھیں جو میں نہیں ہوں۔ میاں حسن علی نے جب اپنے شاگرد کی بات سنی تو گلے سے لگا لیا۔

میاں حسن علی نے اس کے بعد معمول بنا لیا کہ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے حجرۂ خاص میں تعلیم دینے لگے اور اس بات کی کوشش کرنے لگے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ عام طلباء سے میل جول نہ بڑھائیں ورنہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حال دوسروں پر ظاہر ہو جائے گا۔ تنہائی میں میاں حسن علی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے اور درس دیتے۔ میاں حسن علی سے حصولِ علم کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ لانگھ چلے گئے اور میاں ولی محمد کے درس میں شامل ہو گئے۔ موضع لانگھ، تونسہ شریف سے پانچ کوس جانب مشرق واقع تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فارسی کی کئی درسی کتب کی تعلیم حاصل کی۔

Marfat.com

میاں ولی محمد صاحب سے حصول علم کے بعد حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن تشریف لے گئے جہاں اس وقت قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ کا درس مشہور تھا۔ قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ کا شمار حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلفاء میں ہوتا تھا۔ کوٹ مٹھن میں قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ کا شاندار مدرسہ موجود تھا جہاں بیک وقت ہزاروں طلباء تعلیم حاصل کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ سے منطق اور فقہ کی کئی کتابوں کا درس لیا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کی کتب آداب الطالبین، عشرہ کاملہ، فصوص الحکم اور فقرات وغیرہ کی تعلیم مرشد پاک حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ ہر سال اُچ شریف اور کوٹ مٹھن آیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو مرشد حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ نور محمد (رحمۃ اللہ علیہ)! کوہِ سلیمان کی چوٹیوں پر ایک شہباز نمودار ہوگا جس کی پرواز سدرۃ المنتہیٰ تک ہوگی اور وہ کوہِ سلیمان کا سلیمان ہوگا وہ گوہر مقصود تمہیں ملے گے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن میں بغرضِ تعلیم موجود تھے آئے اور اپنے ایک عزیز سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں ہر سال یہاں کیوں آتا ہوں اور ان مقامات پر دیوانوں کی مانند کیوں گھومتا ہوں؟ انہوں نے کہا کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اپنے پیرو مرشد کے حکم کی تعمیل میں یہاں ایک شہباز لامکاں کی تلاش میں آتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں ایک دن اسے ضرور پالوں گا۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ جب کوٹ مٹھن میں موجود تھے تو حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جنہیں ان دنوں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ازحد شوق تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کی شہرت سن کر خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کے متعلق مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے استادِ محترم حضرت قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی معلوم ہوا کہ ان کے پیر و مرشد حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ اُچ شریف میں قیام پذیر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک اس وقت پندرہ برس تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کوٹ مٹھن سے اُچ شریف روانہ ہوئے تا کہ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ سے سماع کے متعلق دریافت کر سکیں۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا چہرۂ مبارک دیکھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدم وہیں رک گئے اور قوتِ گویائی جاتی رہی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلسل تین روز تک ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے مگر بات نہ کر سکے۔

اس دوران حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین سے گفتگو کرتے رہتے اور کبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر بھی نگاہ ڈال لیتے۔ تیسرے دن حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید حضرت قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور! یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ارادہ سے یہاں حاضر ہوا ہے۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک گہری نظر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ پر ڈالی جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدم لڑکھڑا گئے۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تھام لیا۔ پھر حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت سیّد جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضر ہوئے اور فرمایا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سے گواہی طلب کرتا ہوں کہ میں نے اپنے مرشد پاک کے حکم کے مطابق کوہِ سلیمان کے شہباز کو قید کر لیا ہے اور میں اسے بیعت کرتا ہوں۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جو تمام صورتحال سے ناواقف تھے حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے سحر میں مبتلا ہو چکے تھے۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ

کو بیعت کو سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت کیا۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کی تمام ذمہ داری اٹھائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی صحبت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کرنا شروع کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چھ برس تک مرشد پاک کی خدمت میں رہے اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ جس وقت حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت سے نوازا اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک قریباً بائیس برس تھی۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کرنے کے بعد دوبارہ کبھی اُچ شریف اور کوٹ مٹھن کا سفر نہ کیا۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد محبت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دورانِ تربیت فرماتے تھے کہ اس لڑکے نے روحانیت کی منازل طے کرتے ہوئے ہمیں بھی حیران کر دیا اور اس کا حوصلہ بلند ہے۔ یہ جس قدر منازل طے کرتا ہے اس کا شوق اور اس کی قوت بڑھتی جاتی ہے۔

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی چلے جائیں اور حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد پاک کے فرمان پر دہلی کا سفر اختیار کیا اور موسموں کی سختی کی پرواہ کئے بغیر دہلی پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جس وقت سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرتے معرفت حقیقی کے شوق میں دہلی پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وصال فرما چکے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے مزارِ پر معتکف ہو گئے اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جوانی عجیب چیز ہے جوانی کے عالم میں جب میں مرشد پاک قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے

Marfat.com

گھر سے روانہ ہوتا ہے تو راستہ میں ایک پہاڑ جس کا نام گڑگوجی تھا اور جس کا فاصلہ تونسہ شریف سے قریباً تیس کوس تھا میں مسلسل سفر کرنے کے بعد پانچویں روز ان کی خدمت میں پہنچتا۔ ایک مرتبہ میں قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا تو میرے ساتھ غلام حیدر اور میاں عیسیٰ جعفر بھی تھے۔ دورانِ سفر میرے دونوں پاؤں لہولہان ہو گئے اور بے تحاشا خون بہنے لگا۔ میرے دونوں پاؤں کے ناخن جدا ہو گئے جوانی تھی اس لئے ان سب چیزوں کی پرواہ کئے بغیر تیسرے دن مرشد پاک قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ گیا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کو کئی دنوں تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کچھ خبر نہ ہوئی۔ انہوں نے اپنے داماد کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں روانہ کیا جنہوں نے کئی دنوں کی تلاش کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ڈھونڈ نکالا۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو والدہ ماجدہ کی پریشانی سے آگاہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد پاک سے اجازت طلب فرمائی اور اپنے بہنوئی کے ہمراہ والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ والدہ ماجدہ کے پاس آنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کی جدائی میں بے حد اداس رہنے لگے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بے اختیار رونا شروع کر دیتے۔ والدہ ماجدہ نے جب بیٹے کی یہ حالت دیکھی تو خود بھی بے اختیار رونا شروع کر دیا اور وہ بیٹے کو ایک لمحے کے لئے بھی خود سے جدا کرنا نہ چاہتی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بے حد پریشان تھے۔ بالآخر مرشد پاک کی محبت غالب آئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد پاک کی خدمت میں جانے کی تیاری شروع کر دی۔ والدہ ماجدہ نے روکنے کے لئے تلواروں سے لیس پہرے دار گھر کے باہر بٹھا دیئے اور گھر کے اطراف میں خاردار تار بچھوا دی اور بے شمار تعویذ بھی کئے تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ جا سکیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ اس موقع پر میرے گھر میں اتنے تعویذ جمع ہو گئے

تھے کہ انہیں اگر جمع کیا جایا جاتا تو بے شمار مٹکے بھر جاتے۔ والدہ کی تمام تدبیریں ناکام ہوئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ دیوانوں کی طرح اپنے مرشد پاک کی خدمت میں پہنچ گئے۔ مرشد پاک قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو فرمایا سلیمان (رحمۃ اللہ علیہ)! عشق کی آگ کو مزید نہ بھڑکاؤ کہ تمہیں اپنی ماں کے آنسو بھی نظر نہ آئیں تم ایک مہینہ ہمارے پاس رہا کرو اور ایک مہینہ اپنی ماں کی خدمت میں گزارا کرو۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو مرشد پاک سے حقیقی عشق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کی جدائی کو برداشت نہ کر پاتے تھے اور مرشد پاک سے ایک مہینہ کی جدائی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گراں گزرتی تھی لیکن مرشد پاک کے فرمان کے مطابق ایک مہینہ اپنی والدہ کے پاس گزارنا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب مرشد پاک کی خدمت میں روانہ ہوتے تو راستہ میں کئی لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہمان نوازی کرنا چاہتے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے میں نے اللہ عزوجل سے مرشد پاک کا عشق طلب کیا ہے پیٹ کا جہنم نہیں۔ پھر جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کی خدمت میں پہنچتے تو مرشد پاک والہانہ استقبال کے لئے کھڑے ہو جاتے اور فرماتے دیکھو ہمارا چاہنے والا کس شان سے آ رہا ہے اور اسے سفر کی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی۔

میاں غلام حیدر جو حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ اکثر سفر میں ہوتے تھے فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ جب قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جاتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں پاؤں خون سے بھرے ہوئے ہوتے تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ تکلیف بے خبر مرشد پاک کے عشق میں مبتلا تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ جب تک مرشد پاک کی زیارت نہ کر لیتے چین نہ آتا تھا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل کسی کو اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی صحبت سے محروم رکھتا ہے تو اگرچہ وہ ان کی خدمت میں ہی کیوں نہ موجود ہوں

Marfat.com

ان کو کبھی ان کی زیارت وفیض نصیب نہیں ہوتا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے مہار شریف گیا۔ مہار شریف کے نزدیک میں نے دو آدمیوں کو دیکھا جن میں ایک جوان اور ایک بوڑھا تھا۔ بوڑھے شخص نے مجھ سے پوچھا میاں! تم مہار شریف کیوں جا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ میں قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جا رہا ہوں۔ اس بوڑھے نے میری بات سنی تو حیران ہو کر کہا کہ میاں بابل (حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندانی نام) جوان ہے یا بوڑھا؟ میں نے ان کی بات سنی تو حیران ہوا کہ یہ شخص بوڑھا ہو چکا ہے مگر اب تک قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے محروم ہے حالانکہ لوگ دور دراز سے ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور یہ کچھ فاصلے پر بھی رہتے ہوئے اس سعادت سے محروم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس موقع پر مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کا واقعہ یاد آ گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس آئے اور صبح کے وقت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے واقعہ معراج کے بارے میں بتایا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ پھر جب ابوجہل کو واقعہ معراج کے بارے میں علم ہوا تو اس نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تمہارا دوست کہتا ہے کہ میں آسمانوں کی سیر کر کے آیا ہوں اور ابوجہل اپنی جہالت کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کو تسلیم کرنے سے انکاری تھا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے مہار شریف روانہ ہوا تو قوم مہاراں کے کچھ لوگ جو درختوں کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے کہ لموچڑوں پر کیا آفت آن پڑی ہے؟ چونکہ ان سب کی قسمت میں قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی

Marfat.com

صحبت اور فیض نہیں تھا اس لئے وہ ایسی باتیں کرتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ وہ ان کی زیارت سے بھی محروم رہے۔ پھر جب قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت نور الصمد رحمۃ اللہ علیہ کو شہید کیا تو اللہ عزوجل نے ان کو اس طرح تباہ و برباد کر دیا کہ ان کا نام و نشان باقی نہ رہا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تیرہویں صدی ہجری شروع ہوئی اور محرم الحرام کی پہلی رات تھی قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ بے حد مغموم تھے اور روٹی کا ایک لقمہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تناول نہ فرمایا۔ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس غم کی کیا وجہ ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تیرہویں صدی ہجری کا آغاز ہو گیا ہے اور اس صدی میں بے شمار حادثات رونما ہوں گے اور کئی باطل فرقے معرض وجود میں آئیں گے جس کی بدولت بے شمار لوگ ذلیل و خوار ہوں گے اور ان سب سے وہی محفوظ رہے گا جو اللہ عزوجل کے نیک بندوں کا دامن تھامے رکھے گا اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوتا رہے گا اور اس کے بعد وہی کامیاب ہوگا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درودِ پاک پڑھنے والا ہوگا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو شریعت کا پاس تھا ایک مرتبہ ایک شخص مسجد میں با آوازِ بلند شعر پڑھ رہا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سن لیا تو فرمایا یہ کون ہے جو مسجد میں گندگی کھا رہا ہے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود آگے بڑھ کر اس شخص کو منع فرمایا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نواب بہاولپور نے قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو محفل سماع میں آنے کی دعوت دی۔ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ جب محفل میں پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو دروازہ پر مقرر فرمایا تاکہ کوئی نامحرم محفل میں داخل نہ ہو سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اب تو ایسا دور آچکا

Marfat.com

ہے کہ مسئلہ وحدت الوجود، سماع اور سر کے بال رکھنا عام ہو چکا ہے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ جب بھی کوئی مشکل درپیش آتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ، قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے ایک گائے ذبح کر کے اسے خیرات کر دیتے اور اگر گائے موجود نہ ہوتی تو اس کی قیمتفقراء میں خیرات کر دیتے تھے۔ ایک روز مولوی علی محمد سوکڑی کی لڑکی آئی اور نہایت عاجزی کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! میرے والد قریب المرگ ہیں ان کے لئے دعا فرمائیں اللہ عزوجل انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے ایک گائے خیرات کی جائے اللہ عزوجل مولوی علی محمد سوکڑی کو شفائے کاملہ عطا فرمائیں۔ مولوی علی محمد سوکڑی سے منقول ہے کہ میں قریب المرگ تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے میری روح قبض کی جا رہی ہو لیکن جس وقت گائے قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے ذبح کی گئی اور اس کا گوشت فقراء میں تقسیم کیا گیا میں بستر مرگ سے اٹھ بیٹھا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین تارک الدنیا لوگ تھے دنیا داروں کی صحبت سے نفرت کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید احمد پور میں رہا کرتے تھے جو بڑے عالم تھے وہ عیال دار بھی تھے مگر نہایت تنگدستی کے ساتھ زندگی گزارا کرتے تھے۔ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا میں تمہارا وظیفہ مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضور! میرا وظیفہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل سے مقرر کروا دیں کیونکہ فقیر کے لئے دنیادار کے دروازہ پر جانا نہایت ذلت کی بات ہے اور میری بارگاہِ الٰہی میں دعا کہ وہ مجھے میرے شیخ کے توسط سے عطا فرمائے۔

Marfat.com

''نافع السالکین'' میں مولانا امام الدین رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ایک مرتبہ مجھ سمیت چار لوگ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ جس وقت ہم دریا پر پہنچے تو دریا طغیانی پر تھا اور دریا کی دونوں سمتوں میں پانچ پانچ کوس تک پانی ہی پانی تھا۔ طغیانی کی وجہ سے دریا کشتی کے ذریعے بھی پار کرنا مشکل تھا۔ ہم پریشان دریا کے کنارے بیٹھ گئے یہاں تک کہ غروبِ آفتاب کا وقت ہو گیا۔ اس دوران ایک شخص چھوٹی سی کشتی پر سوار دریا میں نمودار ہوا اور اس نے ہمیں کشتی میں سوار کر کے دوسرے کنارے پر پہنچا دیا اور ہمیں کنارے پر اتارنے کے بعد وہ دوبارہ دریا میں اتر گیا۔ اس دوران اختلاف پیدا ہو گیا۔ کوئی کہتا تھا کہ وہ شخص بے ریش تھا، کوئی کہتا تھا کہ اس کی ریش سفید تھی اور کوئی کہتا تھا کہ اس کی ریش سیاہ تھی۔ مولانا امام الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کیا فرمایا تھا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا تھا یعنی وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود تھے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد پاک قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ پاک کے ساتھ نہایت عزت واحترام سے پیش آتے تھے اور خود ان کے ہاتھ دھلواتے، ان کے برتن دھوتے اور ان کے پاؤں بھی دباتے تھے۔ ایک بار کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود ولی اللہ ہیں یہ سب کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کے ولیوں کی اولادیں بھی ان جیسی ہوتی ہیں اس لئے ان کا احترام کرنا چاہئے کیونکہ ان کے بزرگ ان کے معین ومدد ہوتے ہیں۔ بزرگوں کی اولاد میں جب کوئی شخص کسی سے ملاقات کے لئے آتا ہے تو وہ بزرگ اپنے مرقد سے سینہ تک باہر آتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ یہ شخص میری اولاد کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے؟

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اپنے قریب کیا یہاں تک کہ میرا چہرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ اقدس سے مس ہونے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے چند نصیحتیں فرمائیں اور اس کے تین روز بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں درویشوں کے درمیان محبت اور بھائی چارے کا رشتہ تھا۔ تمام درویش آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آتے تھے۔ میں جن دنوں قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں موجود تھا میرا قیام مسجد میں تھا۔ میرے پاس اس وقت ایک پشمینہ کا کمبل ہوتا تھا جسے میں نے مسجد کے ایک گوشہ میں بچھا رکھا تھا۔ ایک مرتبہ پشاور سے دو آدمی مالائیں بیچنے کے لئے آئے اور انہوں نے مسجد میں سکونت اختیار کی۔ رات کو سوتے وقت وہ میرا کمبل لے لیتے اور میں زمین پر سو جاتا تھا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر فاتحہ پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں سے سفر کی صعوبتوں کی وجہ سے خون بہنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی گئی کہ خون بہت بہہ گیا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر آرام فرما لیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہاں سے آواز آرہی ہے اور تم لوگ مجھے بیٹھنے کا کہہ رہے ہو۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا عرس تونسہ شریف میں کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عرس مبارک میں سولہ دنبے پانچ پانچ روپے کے خریدے اور انہیں ذبح کرنے کے بعد پکوا کر فقراء میں تقسیم کیا۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام زندگی میں قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ان کے مزارِ پاک پر منعقد کیا۔

Marfat.com

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری صحبت چھ سال یا اس سے کم عرصہ نصیب ہوئی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک سے فیض مجھے روز حاصل ہو رہا ہے اور اس کا بیان نہیں اور میں ہر وقت اپنا سر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ مبارک پر رکھے ہوا ہوں اور ہر دینی و دنیاوی کام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مدد کا طلبگار ہوں۔

قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات میں ہی حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت عطا فرمانے کے بعد انہیں تونسہ شریف جانے کا حکم دیا تھا چنانچہ جب قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا تو حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تونسہ شریف میں مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر سب سے پہلے حضرت شیخ جمال الدین چشتی اور مولانا محمد باراں رحمۃ اللہ علیہم نے بیعت کی۔ رفتہ رفتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کی خوشبو سارے عالم میں پھیلنا شروع ہو گئی اور لوگ جوق در جوق بیعت کی سعادت حاصل کرنے لگے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسند رشد و ہدایت پر ساٹھ برس تک فائز رہے اور ایک عالم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیض سے سیراب ہوا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے مسند ارشاد پر بیٹھنے کے بعد تونسہ شریف میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جس میں بیک وقت پچاس جید علماء مقیم رہتے تھے اور سینکڑوں طلباء دنیاوی و دینی تعلیم سے فیض یاب ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تصوف کی تعلیم خود دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانے سے روزانہ قریباً دو ہزار لوگ صبح و شام کھانا کھاتے تھے۔ لنگر خانہ چلانے کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ ایک محکمہ قائم کر رکھا تھا جو لنگر خانے کی تمام ضروریات پورا کرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں حجام، طبیب اور منشی وغیرہ بھی تھے جن کی اور اساتذہ کی تنخواہ اور دیگر اخراجات کا بندوبست آپ رحمۃ اللہ علیہ خود کرتے تھے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ خانقاہ کے اخراجات کا حساب منشی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھا جو سات سو روپے تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے منشی کو ڈانٹا اور فرمایا کہ خواہ پانچ ہزار بھی خرچ آ جائے مجھے اطلاع نہ کی جائے اور انتظامات میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی جائے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ہر درویش کو تین پاؤ آٹے کی روٹی ملتی تھی اور ہر چھ ماہ بعد کپڑے و جوتے ملتے تھے۔ اس کے علاوہ علماء کو ایک سیر تیل اور ایک سیر گھی ماہانہ ملتا تھا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ تمام دن خود بھی درس و تدریس میں مصروف رہتے اور طلباء کو معرفت حقیقی سے آگاہی بخشتے اور رات آپ رحمۃ اللہ علیہ حجرہ بند کر کے عبادت و ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے یہاں تک کہ دنیا کی کچھ پرواہ نہ ہوتی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر جذب و مستی کا غلبہ تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ رات بھر عبادت کرنے کے بعد جب فجر کے وقت حجرہ سے باہر تشریف لاتے تو چہرہ تازہ گلاب کی مانند ہوتا تھا۔

ایک دن ایک شخص حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں اجمیر شریف سے آ رہا ہوں اور میں سات روز تک شہنشاہِ ہند خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر معتکف رہا۔ ساتویں روز مجھے حکم ہوا کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پہنچو میری مراد آپ رحمۃ اللہ علیہ پوری فرمائیں گے۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنا تو نہایت مؤدب سے بیٹھ گئے اور اس شخص سے پوچھا کہ میرے لئے کیا حکم ہے؟ وہ شخص گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ حضور! مجھ پر بے پناہ قرض ہے میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرا قرض اتر جائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے اپنے دست حق پر بیعت کی سعادت سے سرفراز فرمائیں۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے دست حق پر بیعت فرمایا اور کہا کہ تم فکر نہ کرو انشاء اللہ جلد ہی تمہارا قرض ادا ہونے

Marfat.com

کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق کچھ دنوں بعد اس شخص کا تمام قرض اتر گیا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ نہایت وسیع تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن و حدیث وفقہ پر عبور رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے جب بھی کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت احسن طریقہ سے اسے بیان فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت دوراندیش تھے اور بدلتے ہوئے وقت کا آپ رحمۃ اللہ علیہ بغور جائزہ لے رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو جن باتوں کی تعلیمات دیں وہ بدلتے وقت کی نزاکت کے اعتبار سے تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی نصیحت کو زور آور بنانے کے لئے قرآنی آیات، احادیث اور بزرگانِ دین کے اشعار کا کثرت سے استعمال کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب لوگوں کو اخلاقی درس دیتے تو لہجے میں نہایت سختی ہوتی اور جب شرعی مسئلہ بیان کرتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انداز نہایت نرم اور میٹھا ہوتا۔ لوگ دور دراز سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور شرعی مسائل دریافت کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور! اللہ عزوجل ہمارا حال دیکھ رہا ہے کیا ہمیں اس پر تکیہ کرنا چاہئے یا پھر خاصانِ خدا کے سامنے التجا کرنی چاہئے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا تم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ نہیں سنا جب وہ آگ میں ڈالے گئے تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس وقت آپ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ اگر کوئی حاجت ہو تو بتائیے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا مجھے تم سے کوئی حاجت نہیں میرا رب میرے کہے بغیر میرے حال سے واقف ہے۔

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید و خلیفہ حضرت میاں محمد ہارون رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے تونسہ شریف روانہ ہوئے۔

Marfat.com

راستہ میں انہیں ایک قافلہ ملا جو کہ تونسہ شریف جا رہا تھا۔ اس قافلے میں مال و اسباب سے لدے ہوئے بے شمار گھوڑے تھے۔ ایک جگہ حضرت میاں محمد ہارون رحمۃ اللہ علیہ نے قافلے والوں سے کہا کہ وہ خاموش ہو جائیں کیونکہ نزدیک پہاڑوں میں ڈاکو رہتے ہیں جو قافلوں کو لوٹتے ہیں۔ قافلے والوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بات پر کچھ توجہ نہ دی اور یونہی شور مچاتے باتیں کرتے رہے۔ اس دوران اچانک ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا اور قافلے کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا بلکہ یہاں تک کہ ان کے لباس بھی اتروا دیئے اور ان سب کو رسیوں کے ساتھ باندھ کر جنگل میں لے گئے۔ حضرت میاں محمد ہارون رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر بعد گرمی کی شدت سے نڈھال ہو کر زمین پر گر پڑے اور جب عاجز آ گئے تو پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا کہ حضور! کب تک یہ تماشا چلے گا؟ اس دوران ڈاکوؤں میں پھوٹ پڑ گئی اور وہ آپس میں لڑنا شروع ہو گئے۔ ڈاکوں کی لڑائی جاری تھی کہ ایک بزرگ جن کا نام سیّد تھا وہ وہاں آئے اور انہوں نے حضرت میاں محمد ہارون رحمۃ اللہ علیہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ڈاکوؤں سے کہا کہ تم اس درویش کی خاطر تمام قافلے والوں کا سامان لوٹا دو اور انہیں چھوڑ دو ورنہ تم سب اپنی ہی تلواروں سے آپس میں کٹ مرو گے۔ ڈاکوؤں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت میاں محمد ہارون رحمۃ اللہ علیہ درویش ہیں تو انہوں نے معافی مانگی اور قافلے والوں کو آزاد کرتے ہوئے ان کا سامان بھی واپس لوٹا دیا۔ ڈاکوؤں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ آج کی رات آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پاس مہمان رہیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا اور تونسہ شریف کی جانب تیزی سے بڑھنا شروع کر دیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہم سے تو ملتے ہی رہتے ہو ایک رات غیروں کی مہمان نوازی کا بھی لطف اٹھا لیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ ڈاکوؤں سے رہائی دلوانے والے اور ان بزرگ سیّد کو بھیجنے

Marfat.com

والے پیرومرشد ہی ہیں۔

مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے آفتاب تھے۔ علماء اور عوام کے علاوہ والیانِ ریاست بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض حاصل کرتے تھے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ پر اکثر و بیشتر کیفیت جذب و مستی طاری رہتی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب حالت جذب میں ہوتے تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے بے اختیار خون جاری ہو جاتا تھا۔ سماع کی محافل میں اکثر و بیشتر ایسا ہوتا کہ قوال جب کوئی عمدہ شعر پڑھتا تو بے ہوش ہو جاتے اور کئی کئی پہر مدہوشی میں گزر جاتے تھے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کیفیت انتہا کو پہنچ گئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے محافل سماع کو ترک کر دیا لیکن جب زیادہ ذوق ہوتا تو قوال کو بلا کر علیحدگی میں کچھ کلام سن لیتے تھے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ قوال کو اپنے حجرہ میں طلب فرمایا اور جب قوال آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پنجابی کلام سنانے کو کہا۔ قوال نے ذیل کا شعر پڑھا:

پریم پیالہ اساں ہنس رس پیتا
جو کچھ کیتا سانوں تیرے نیناں کیتا

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر سنا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ آنکھوں سے خون جاری ہو گیا۔ حجرۂ مبارک کا دروازہ بند تھا اور حجرۂ مبارک کے باہر موجود مرید بھی عشق کی آگ میں جل رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عشق کی آگ میں سردی کے موسم میں بھی حجرۂ مبارک بھٹی کی مانند تپ رہا تھا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ پر عشق الٰہی کا اس قدر غلبہ تھا کہ شدید سردی میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ مبارک پر پسینہ کے آثار نمایاں ہوتے تھے۔ ایک دن مولوی

Marfat.com

نور جہانیاں بہاولپوری نے پوچھا حضور! عشق کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عشق جہنم سے جدا کرنے والا اور اللہ عزوجل سے ملانے والا ہے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اکثر و بیشتر کیفیت جذب و مستی میں ذیل کے اشعار پڑھا کرتے تھے:

مرحبا عشقا بیا خوش آمدی
درد لم جاکن کہ دلکش آمدی
آمدی و بردی از ما صبر و تاب
خانہ ات آباد اے خانہ خراب

آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو حصولِ عشق کے لئے ذیل کی دعا سکھاتے تھے۔

اللھم ارزقنا حلاوۃ الحب فی محبت اللہ

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عبادت و ریاضت میں بے مثل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کوئی فعل خلافِ سنت نہیں کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام زندگی میں نماز کبھی دیر یا اخیر وقت میں ادا نہیں کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کیفیت جذب و مستی طاری رہتی تھی مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کیفیت میں بھی کوئی کلمہ خلافِ شریعت نہ نکالتے تھے۔ ایک مرتبہ ۱۲ ربیع الاول کو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ میں عبادت کر رہے تھے کہ خانقاہ کے باہر لوگوں کا ایک جم غفیر اکٹھا ہو گیا۔ تونسہ شریف کی گلیاں لوگوں سے بھر گئی تھیں۔ جب لوگوں سے خانقاہ کے باہر جمع ہونے کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا رات ہمیں ایک ندا سنائی دی کہ ۱۲ ربیع الاول کے روز جو حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اس مجمع میں بے شمار لوگ ایسے بھی تھے جو ساٹھ میل تک کا سفر طے کر کے تونسہ شریف پہنچے تھے اور حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے بے چین تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب لوگوں کے ہجوم کے متعلق خبر ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حجرہ

سے باہر تشریف لائے اور فرمایا:

"تمہیں تمہارا اعتقاد ہی نفع دیتا ہے۔"

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جذب و مستی کے باوجود میں نے کبھی کوئی نماز قضا نہیں کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ہمارا حقیقی کام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا ہے۔ اگر ایک شخص ہوا میں اڑتا ہوا نیچے اترے لیکن اس کا کوئی ایک فعل بھی خلافِ شریعت ہو تو وہ کوئی چیز نہیں۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں پاؤں قرآن مجید پر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور اپنے اس خواب پر سخت پریشان ہوئے۔ علی الصبح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد عابد سوکڑی رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور ان سے خواب کی تعبیر معلوم کی تو انہوں نے عرض کیا کہ اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری و باطنی متابعت عطا فرمائی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں قدم قرآن مجید کے احکامات پر ثابت ہیں۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت و ریاضت سے متاثر ہو کر اس وقت کے عوامی لیڈر سر سیّد احمد خاں نے کہا تھا کہ ان کی شہرت قاف سے قاف تک ہے۔

حضرت شاہ محمد باقر چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ مقامِ غوثیت و قطبیت پر فائز تھے۔

حضرت مولوی دیدار بخش رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت فرمایا کہ حضور! اس وقت قطب مدار کون ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ہوں۔

سلطان چار طاق و سلیمان نہ رواق

خانِ جہاں و جان و جہانبانِ جن و ناس

Marfat.com

نغزی اگر بہ لطف کنی خدمتش قبول

منت نہد بجاں و بجا آورد سپاس

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین میں سے ایک معتقد سوداگر تھا۔ وہ سوداگر جب بھی تونسہ شریف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور نذرانہ پیش کرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کو دعاؤں سے رخصت فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ سوداگر حاضر خدمت ہوا تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بے شمار فتوحات آئیں۔ اس سوداگر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ سب لنگر دنیا داروں کی دولت کی بدولت ہے اگر یہ نذرانے پیش نہ کریں تو یہ سب کام ختم ہو جائے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بذریعہ کشف اس سوداگر کی کیفیت سے آگاہ ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت حاضرین محفل کے سامنے سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان کیا کہ سلطان غیاث الدین کو ان کے لنگر اور خانقاہ کے انتظامی امور کے متعلق شک ہوا تو اس نے اپنے درباریوں پر پابندی لگا دی کہ اس کے دربار کا کوئی بھی شخص حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی قسم کا نذرانہ پیش نہ کرے۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے خانقاہ کے منتظمین کو حکم دیا کہ وہ آج سے خانقاہ اور لنگر کا انتظام دوگنا کر دیں اور خادم کو ہدایت کی کہ وہ حسب ضرورت رقم حجرہ میں موجود طاق میں سے لے لیا کرے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوداگر سے فرمایا کہ جاؤ حجرہ میں موجود میرا مصلیٰ لے آؤ۔ وہ سوداگر حجرہ میں گیا اور جب اس نے مصلیٰ اٹھایا تو مصلیٰ کے نیچے دولت کے انبار موجود تھے اور تین دھاریں بہہ رہی تھیں۔ ایک دھار اشرفیوں کی تھی، دوسری دھار روپوں کی تھی اور تیسری دھار جواہرات کی تھی۔ وہ سوداگر یہ منظر دیکھ کر گھبرا گیا اور مصلیٰ اس کے ہاتھ سے نیچے گر پڑا۔ جب کچھ دیر بعد اس کے اوسان بحال ہوئے تو خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا طلبگار ہوا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رات کے وقت پہنچے تو کچھ چوروں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گھیر لیا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ اور چوروں کے درمیان ایک ندی حائل تھی۔ چور جلدی میں ندی عبور کرنے لگے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ندی عبور کرنا شروع کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک خادم بھی تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ اور چوروں کا آمنا سامنا ہوا تو خادم نے ان چوروں سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کھانے کو کچھ روٹی ہے ہم بھوکے ہیں۔ چوروں نے سنتے ہی منہ پھیر لیا اور دوسری جانب روانہ ہو گئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے مسکراتے ہوئے خدام سے فرمایا کہ کچھ روٹی موجود ہو تو اسے دو یہ بھوکا ہے۔ پھر حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خادم سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تم زیادہ عجلت کا مظاہرہ نہ کرتے تو چور خود بخود بھاگ جاتے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ملتان کے کلال حاضر ہوئے جن کے دس ہزار روپے گم ہو گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کلالوں سے کہا کہ وہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے کچھ رقم نذر مانیں جسے وہ مستحقین میں تقسیم کریں گے۔ کچھ عرصہ بعد انہیں ان کی رقم مل گئی لیکن انہوں نے نذر پوری نہ کی چنانچہ اللہ عزوجل کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ ہی عرصہ میں ان کلالوں کا نام ونشان ہی مٹ گیا اور ان کا مال دوسروں کے کام آیا۔

ایک مرتبہ ایک ضعیف عورت روتی اور چیختی چلاتی حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا وہ مر گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس بوڑھی عورت کی آہ وزاری پر اس کے گھر تشریف لے گئے اور جب لڑکے کو دیکھا تو وہ مردہ حالت میں موجود تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم سے کہا کہ وہ اس لڑکے کی نبض دیکھے۔ خادم نے نبض کو بغور دیکھا مگر اسے کچھ سمجھ نہ آئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر

Marfat.com

اس لڑکے کی نبض اپنے ہاتھوں میں لے لی اور اس پر قلبی توجہ فرمائی جس پر وہ لڑکا اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس بوڑھی عورت کے بہتے آنسو تھم گئے۔

ایک بار کوہِ سلیمان کے اردگرد کی بستیوں پر خراسان کے بادشاہ نے حملہ کر دیا اور قلعہ فتح کر لیا۔ قلعہ فتح ہونے کی دیر تھی اردگرد کی تمام بستیاں تاراج کر دی گئیں۔ ہر جانب افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ انہی دنوں حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر حاضری دینے کی خواہش پیدا ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سفر کی تیاریاں شروع کیں تو خدام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں درخواست کی کہ حضور! تمام راستے مخدوش ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ فی الحال اپنا ارادہ منسوخ کر دیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا ارادہ منسوخ نہ کیا اور فرمایا کہ تم نہیں جانتے میرے لئے تمام راستے محفوظ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مہار شریف جانے کے لئے روانہ ہوئے تو ایک شخص جس کا نام جان محمد تھا وہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ہو گیا۔ راستہ میں جان محمد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضور! زادِ راہ کی کمی نہیں ہے اگر حکم ہو تو کھانا حاضر کیا جائے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی جواب نہ دیا اور جب دریائے سندھ پار کرنے کے بعد نزدیکی بستی میں پہنچے تو اپنی چادر فروخت کر کے کچھ چاول خریدے اور وہ چاول خود بھی کھائے اور جان محمد کو بھی دیئے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کرم پور میں پہنچے تو وہاں خراسان کی فوج نے آپ رحمۃ اللہ علیہ اور جان محمد کو جاسوس سمجھ کر گرفتار کر لیا۔ اس رات طوفانی بارش ہو رہی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جس کوٹھڑی میں بند کیا گیا تھا وہ گدھوں کی لِد سے بھری ہوئی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ رات بارش کے ناپاک پانی میں کھڑے ہوئے گزار دی۔ صبح ہوئی تو جان محمد نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے روتے ہوئے کہا کہ حضور! یہ بہت ظالم ہیں کاش ہم ان ظالموں سے محفوظ رہ سکیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم فکر نہ کرو انشاء اللہ ہم محفوظ رہیں گے۔ یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ جان محمد اس وجہ سے بھی ڈر رہا تھا کہ کرم

پور میں اس کے بے شمار عزیز رہتے تھے جو قتل کیے جا چکے تھے۔ جان محمد کو یقین تھا کہ جیسے ہی انہیں کوٹھڑی سے نکالا گیا ان کی گردنیں اڑا دی جائیں گی۔ کچھ دیر بعد کوٹھڑی کا دروازہ کھلا تو سپاہی دونوں کو لے کر کمان دار کے پاس چلے گئے تاکہ انہیں قتل کرنے کا حکم نامہ حاصل کر سکیں۔ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سپاہیوں سے فرمایا بدبختو! کیوں تم اپنی دنیا خراب کرنے کے بعد آخرت خراب کرنا چاہتے ہو، موت اور زندگی کسی اور کی منشا پر منحصر ہے نہ کہ تمہارے کمان دار کے ہاتھ میں۔ پھر جب کمان دار کے سامنے پیش کیا گیا تو کمان دار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے سپاہیوں سے کہنے لگا کہ یہ تمہیں کہیں سے بھی جاسوس نظر آتے ہیں۔ پھر کمان دار آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہوئے اور کہنے لگا کہ حضور! ہماری فوجوں کی حالت کیسی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہاری فوج کی حالت یہ ہے کہ اگر صرف پانچ ہزار سوار اس فقیر کی کمان میں ہو تو تمہیں ہندوستان بھر میں کوئی جائے پناہ نہ ملے۔

ایک مرتبہ ملک سنگھڑ میں ٹڈی دل کی وبا پھیل گئی اور دامن کوہ میں ٹڈی دل نے انڈے دے دیئے۔ کچھ دنوں بعد ان انڈوں میں سے بچے نکلنا شروع ہو گئے جنہوں نے کھیتوں کو برباد کرنا شروع کر دیا۔ ان کھیتوں کے مزارعے اکٹھے ہو کر حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور! ہمارے لئے دعا فرمائیں کیونکہ یہ ٹڈی دل پہلے ہی بہت سے لوگوں کی فصلوں کو خراب کر چکی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری طرف سے قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے خشک میوہ جات کو خیرات کیا جائے تاکہ میرے مرشد پاک کی برکت سے یہ مصیبت ختم ہو جائے اور کھیت برباد ہونے سے بچ جائیں۔ ان لوگوں نے اسے منظور کر لیا اور قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے خشک میوہ جات کو خیرات کر دیا۔ اللہ عزوجل نے ان پر رحم فرمایا اور وہ ٹڈی دل جس کسی کے کھیت سے بھی گزرتا

سوائے گھاس کے اور کچھ نہ کھاتا جس سے فصل کو کچھ نقصان نہ ہوتا۔ اس دوران ایک شخص ایسا بھی تھا جس نے خود کو دعا سے مستغنی رکھا تھا اس کی کھیتی ٹڈی دل نے برباد کر دی۔ کچھ دنوں بعد وہ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے ان کی فصلوں کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل نے ہماری فصلوں کو ٹڈی دل سے بچائے رکھا ہے سوائے ایک شخص کے جس کی فصل برباد ہوگئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے نذرانہ میں کوتاہی کرے گا تو اس کا بدلہ لینے کی طاقت بھی اللہ عزوجل نے دی ہے۔ ایسے لوگ اپنی چیز کو نہیں چھوڑتے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک خراسانی تاجر جس کا پندرہ ہزار روپے اور سونے کی اشرفیاں راستہ میں گم ہوگئی تھیں حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے پانچ سو اشرفیوں کی نذر مانو انشاء اللہ تمہیں تمہارا مال واپس مل جائے گا۔ اس تاجر نے نذر مان لی۔ کچھ دنوں بعد اس تاجر کو اس کا سارا مال مل گیا لیکن وہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصالِ ثواب کے لئے نذر مانی پانچ سو اشرفیوں کو ادا کئے بغیر واپس لوٹ گیا۔ راستہ میں ڈاکوؤں نے اس کا مال لوٹ لیا اور اس کو بھی قتل کر دیا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک رات میں خلوت نشین تھا ایک شخص میرے پاس گدھا لے کر آیا۔ گدھا اس نے کچھ فاصلے پر باندھا اور وہ میرے پاس ایک ایسے مقام سے گزر کر آیا جہاں کچھ راستہ نہیں تھا اور میرے نزدیک آ کر بیٹھ گیا۔ میں اس شخص کو دیکھ کر حیران تھا کہ یہ کون ہے؟ میں نے جب اس شخص سے اس کا نام دریافت کیا تو وہ کہنے لگا میں ابلیس ہوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ دیر کے لئے بیٹھنے آیا ہوں۔ میں نے دل میں دعا کی کہ باری تعالیٰ! مجھے اس کے مکر وفریب سے بچائے رکھنا۔

ابلیس نے میری دلی کیفیت کو بھانپتے ہوئے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فکر نہ کریں اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو میرے مکر سے محفوظ رکھا ہے۔ پھر ہم دونوں کے درمیان کافی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ دورانِ گفتگو ابلیس نے نہایت فخر کے ساتھ اپنے اور اللہ عزوجل کے تعلق کا ذکر کیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر تم اب بھی حضرت آدم علیہ السلام کی قبر مبارک کو سجدہ کرلو تو مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل تمہیں تمہارا مقام لوٹا دیں گے۔ ابلیس نے کہا میں نے اس وقت اللہ عزوجل کا حکم نہیں مانا تو اب مجھے ایسا کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ پھر جب اس نے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے اس سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کرو تو اس نے مجھ سے کہا کہ ہر شخص کو خود سے بہتر سمجھو تم بلند مرتبہ پاؤ گے۔

۱۸۲۶ء میں روس مسلسل مشرق کی جانب بڑھ رہا تھا اور روسیوں نے ایران کو شکست دینے کے بعد وہاں اپنا اقتدار قائم کرلیا تھا۔ حکومت برطانیہ کو روس کی بڑھتی ہوئی طاقت سے بے پناہ خطرات لاحق تھے اس لئے انہوں نے افغانستان میں خود کو مستحکم کرنا چاہا لیکن ان دنوں افغانستان خود داخلی انتشار میں مبتلا تھا۔ امیر دوست محمد نے درانی خاندان کو کابل اور غزنی سے نکال باہر کیا تھا۔ درانی خاندان کا وارث شاہ شجاع ہندوستان میں پناہ لئے ہوئے تھا۔ انگریز بھی شاہ شجاع کے حمایتی تھے۔ حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت کا سن کر شاہ شجاع تونسہ شریف آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اپنے مصلیٰ پر تشریف فرما تھے اور وہیں بیٹھ کر شاہ شجاع کا مدعا سنا۔ جب شاہ شجاع اپنا مدعا بیان کر چکا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم افغانستان تسخیر کرنے کا ارادہ رکھتے ہو لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم کس کی پناہ میں وہاں جا رہے ہو؟ شاہ شجاع نے جواب دیا کہ میں کہن دل خاں اور پردل خاں کی حمایت میں افغانستان جا رہا ہوں۔ پھر جب شاہ شجاع چلا گیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین محفل سے فرمایا کہ شاہ شجاع نے خود اپنے لئے موت کا انتخاب کیا ہے اب کوئی اس کی کیسے مدد کرسکتا ہے؟ کاش وہ کہن دل

Marfat.com

خاں اور پردل خاں کا نام لینے کی بجائے یہ کہتا کہ میں خدا کی پناہ میں جا رہا ہوں۔ اگر وہ ایسا کہہ دیتا تو درانی خاندان ہمیشہ کے لئے خدا کی پناہ میں آ جاتا اب چند دن بعد اس کے مرنے کی خبر آ جائے گی چنانچہ کچھ دنوں بعد افغانستان سے اطلاع آئی کہ شاہ شجاع مارا گیا ہے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ کچھ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مال کو خراب کرتے ہیں اور وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ہزار روپیہ نقد بھی لیتے ہیں پھر ناقص گندم، جوار اور باجرہ وغیرہ لنگر شریف کے لئے دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جواب میں فرمایا:

دودھ کا دودھ پانی کا پانی
گجری بیچ کے بچھو تانی

یعنی اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ دغا کرتا ہے تو وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ذیل کی حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص بھیڑوں کے دودھ میں پانی ملا کر بیچا کرتا تھا۔ وہ کچھ عرصہ تک ایسا ہی کرتا رہا۔ ایک دن وہ اپنی بھیڑوں کو چرانے کے لئے پہاڑوں کے دامن میں لے گیا۔ اچانک پہاڑوں میں سے بہت سا پانی سیلاب کی شکل میں آیا اور اس کی تمام بھیڑوں کو پانی میں بہا کر لے گیا۔ وہ شخص یہ سب دیکھ کر رونے لگا تو ندائے غیبی آئی کہ یہ وہی پانی ہے جو تو دودھ میں ملا کر بیچا کرتا تھا اللہ نے وہی پانی تیری جانب واپس لوٹا دیا ہے جس سے تیری بھیڑیں ہلاک ہو گئی ہیں۔

نیز فرمایا درود وسلام، شغل وقوفِ قلبی اور پاس انفاس کی مداومت سالک کے لئے ضروری ہے کیونکہ یہ تینوں چیزیں سالک کو بلند مرتبہ عطا کرنے والی ہیں۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے

Marfat.com

معمولات میں عبادت و ریاضت مزید بڑھ گئی۔ ایک روز حبیب اللہ خان تشریف لائے اور انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روئی کے تین تکئے پیش کئے اور عرض کیا کہ حضور! ایک تکیہ پیٹھ مبارک کے لئے اور دو تکئے زانوؤں کے لئے ہیں۔ پھر انہوں نے ایک سوزنی بھی پیش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سوزنی کے علاوہ کچھ قبول نہ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ کمالِ عشق الٰہی کی وجہ سے بے شمار عبادت، زہد اور ریاضت اختیار کرنے کے سبب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں پاؤں خستہ حال ہو چکے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ درد کی وجہ سے بوریا پر بھی نہیں بیٹھ سکتے تھے لیکن پھر بھی فرائض وسنن کی ادائیگی اور نوافل کی باقاعدگی میں کچھ فرق نہ آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو دو زانو ہو کر بیٹھ جاتے۔

ایک روز ایک شخص حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور گیارہ سو روپے نذرانہ پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نذرانہ تمام علماء، فقراء اور مساکین میں تقسیم فرما دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے آخری ایام میں قدرتِ الٰہی کے نظاروں میں اس قدر مستغرق ہو گئے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے روز خادم سے رکعات کی تعداد پوچھ کر نماز ادا فرماتے تھے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے محرم الحرام کی انتیسویں تاریخ کو ذیل کا شعر حاضرین محفل کے سامنے سنایا جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ بعد ازاں مسلسل دہراتے رہے۔

آہن کہ بہ پارس آشنا شد
فی الحال بہ صورت طلا شد

۱۲۶۷ھ میں جب صفر المظفر کا چاند نظر آیا تو حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خدام اور مریدین سے فرمایا اب میرے جانے کا مہینہ آ رہا ہے۔ علی الصبح آپ رحمۃ اللہ علیہ کو زکام ہو گیا اور ایک ہفتہ تک بخار رہا۔ ۷ صفر المظفر ۱۲۶۷ھ کو بعد نماز تہجد آپ رحمۃ اللہ علیہ معمول کے اوراد میں مشغول تھے کہ روحِ مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بیماری کے دوران بھی اپنے معمول کے کاموں کو جاری رکھا۔ بوقت وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۸۴ سال تھی۔ قریباً ساٹھ برس تک اپنا فیض لوٹانے کے بعد یہ آفتابِ ہدایت اس جہان سے رخصت ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حجرہ میں ہی سپردِ خاک کیا گیا جہاں نواب بہاول پور نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک تعمیر کروایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک آج بھی تونسہ شریف میں مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند تھے جن کے نام گل محمد اور درویش محمد رحمۃ اللہ علیہم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں صاحبزادے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں ہی وصال فرما گئے تھے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے و خلیفہ حضرت اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہوئے۔ حضرت اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ کو تعمیرات کا ازحد شوق تھا۔ تونسہ شریف کی تمام عمارات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہی زیرِ نگرانی تعمیر ہوئی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دادا حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح نہایت رحم دل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۹۱ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔

حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہونے والوں کی تعداد بے شمار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سینکڑوں مرید سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نامور خلفاء میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے حضرت اللہ بخش تونسوی، حضرت شمس الدین سیالوی، حضرت مولانا فیض بخش للہی، حضرت مولانا امام الدین، حضرت حافظ سیّد محمد علی خیر آبادی، حضرت مولانا محمد علی مکھڈی، حضرت صاحبزادہ نصیر الدین، حضرت محمد باراں کلاچوی، حضرت حاجی نجم الدین، حضرت سیّد حسن عسکری دہلوی، حضرت مولانا محمد حیات دہلوی، حضرت پیر محمد فاضل شاہ گڑھی شریف، حضرت میاں زنظام الدین بمبئی والے، حضرت سیّد مستان شاہ کابلی اور حضرت شیخ احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہم جیسے نابغہ روزگار شامل ہیں۔

Marfat.com

اقوال وارشادات:

☆ مردانِ خدا وہ ہوتے ہیں جو ہمیشہ اللہ عزوجل کی رضا پر شاکر رہتے ہیں، ان کے کلام اوران کے وجود میں نفسانیت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا۔

☆ بندے کو اللہ عزوجل کی رضا پر راضی رہنا چاہئے کیونکہ تمام کاموں میں کوئی بھی کام بغیر حکمت کاملہ کے نہیں ہوتا۔

☆ مسلمانوں کو غیر مشروع امور سے دور رہنا چاہئے۔

☆ صفائی قلب اور روحانی ترقی کے لئے اتباعِ شریعت بے حد ضروری ہے۔

☆ جس نے دنیا کو چھوڑ دیا وہ اللہ عزوجل کا محبوب ومقبول ہو گیا۔

☆ جو شخص اللہ عزوجل کی معرفت سے آگاہی حاصل کر لیتا ہے اس کو دنیاوی علوم کی بالکل حاجت نہیں رہتی۔

☆ جب ہدایت کا وقت آتا ہے تو بعضوں کو پرندوں سے، بعضوں کو جانوروں سے اور بعضوں کو درختوں سے آواز آتی ہے کہ دنیا کو اور اہل دنیا کو چھوڑ دو۔

☆ بندگی کا حق یہ ہے کہ دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کی جائے، اس طرح اللہ عزوجل تمہارے عیبوں کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

☆ کوئی بھی شخص ظاہر و باطن میں اتباعِ شریعت کے بغیر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوسکتا۔

☆ خواصِ الٰہی کی نشانی یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے دیئے ہوئے رزق پر قانع رہو اور دل میں زیادتی کی طلب وحرص نہ رکھو۔

☆ جس کسی کو اچھا اخلاق حاصل ہے اسے مرتبہ ولایت حاصل ہے۔

☆ ذکر وفکر حق تعالیٰ اصلی مقصود ہے اور یہ گوشہ نشینی سے ہی حاصل ہوسکتا ہے۔

☆ فقیر سفید چادر کی مانند ہوتا ہے جس طرح سفید چادر میں داغ ہو تو نہایت برا

Marfat.com

معلوم ہوتا ہے اسی طرح اگر فقیر سے کوئی برا فعل سرزد ہو جائے تو وہ اس کے فقر کو داغدار کر دیتا ہے۔

☆ جو کوئی دوسروں کے ساتھ برائی کرتا ہے حقیقت میں وہ اپنے ساتھ برائی کرتا ہے اور جو کوئی کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے وہ حقیقت میں اپنے ساتھ اچھا کر رہا ہوتا ہے۔

☆ بدنی صحت تمام دنیاوی نعمتوں سے کئی گنا بڑھ کر ہے کیونکہ دینی دنیاوی کاموں کا دارومدار بدنی صحت پر ہے۔

☆ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی صحبت میں ایسی تاثیر ہوتی ہے جس طرح لوہا جب پارس کے پاس پہنچتا ہے وہ سونا بن جاتا ہے۔

Marfat.com

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

تم نے اہل نظر اس کو جہاں تک دیکھا
اس کے دیدار کی سرحد ہے وہاں سے آگے

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۶۰ھ میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار اور دادا دونوں حافظ قرآن تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام حافظ محمد یوسف اور دادا کا نام حافظ عبدالرشید تھا۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق اعوان قبیلے سے تھا۔ اعوان حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ والد بزرگوار اور دادا کی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کم سنی میں ہی قرآن پاک حفظ کرلیا۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا ''اعوان کاری'' سے ہجرت کر کے ملتان تشریف لائے اور قلعہ ملتان کی مشرقی جانب سکونت اختیار کی۔ ان دنوں ملتان میں ابوالقاسم اور ابوالہاشم کی حکومت تھی۔ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کو شاہی مسجد کا متولی بنا دیا اور حافظ محمد یوسف کو حاکم ملتان کے وزیر کا درجہ ملا۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن سے شوق تھا کہ وہ کسی مردِ مومن کے دست حق پر بیعت ہوں۔ اس مقصد کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضر ہو جاتے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جاتے۔ ہر

Marfat.com

رات ایک کلام پاک ختم فرماتے اور پیر کامل کے لئے دعا مانگتے رہتے۔ ایک رات خواب میں اشارہ ملا کہ قبلہ عالم حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں اشارہ ملتے ہی رخت سفر باندھا اور مہار شریف روانہ ہو گئے اور قبلہ عالم حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو بیعت کی درخواست کی۔ حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کچھ ظاہری علوم بھی حاصل کئے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نفی میں سر ہلا دیا اور عرض کیا قرآن پاک اور نماز روزہ سے متعلق کچھ مسائل پڑھے ہیں۔

قبلہ عالم حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق کار یہ تھا کہ وہ علماء کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے تھے۔ کھانے کا وقت ہوا تو چند جید علمائے کرام حاضر خدمت ہوئے۔ ان علمائے کرام میں مولوی محمد حسین بھی تھے جو کہ حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور محرم راز تھے۔ انہوں نے جب حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو مصافحہ کیا اور حالات دریافت کئے۔ حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت کیا کہ کیا تم ایک دوسرے کو جانتے ہو؟ مولوی محمد حسین نے عرض کیا کہ ہم دونوں ایک ہی استاد سے تعلیم یافتہ ہیں اور بڑے جید عالم دین ہیں طالب علمی کے زمانے میں ان کو علامہ العصر کہا جاتا تھا۔

یہ سن کر حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ انہوں نے اپنا علم کیوں چھپایا؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا حضور! میں نے سنا ہے کہ فقراء کو علماء سے نفرت ہوتی ہے لہٰذا میں نے اپنے علم کو پوشیدہ رکھا۔ حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حافظ صاحب! ہم تو علماء کو پسند کرتے ہیں۔

اس دن کے بعد سے حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کر لی۔ مرشد سے تعلق اس قدر ہو گیا تھا کہ سفر و خضر میں بھی

Marfat.com

ساتھ ساتھ ہوتے تھے۔ عرصہ دراز تک وضو کرانے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ خانقاہ کے لنگر کا انتظام بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد تھا۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی قابلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن پاک کی آیات و احادیث کی تلاوت کرتے اور مریدین سے معنی پوچھتے اور پھر ان معانی کے مطالب خود سمجھاتے۔ لوگ باریک اور مشکل ترین مسائل کے حل کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کے مسائل کو بخوبی قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرماتے۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو مسئلہ وحدت الوجود سے قلبی لگاؤ تھا۔ امام اکبر اور مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہم کی تصانیف پر پورا عبور حاصل تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو ان کتابوں کے اسرار و رموز سے آگاہ کرتے تو یوں محسوس ہوتا کہ علم کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔ یہ مدرسہ علم و فضل کا ایک بہترین مرکز تھا۔ خواجہ گل محمد احمد پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کی اور حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا تھا۔

اٹھارہوں صدی عیسوی میں ملتان میں حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے ملتان میں چشتیہ نظامیہ سلسلے کی بنیاد رکھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ علم و عمل کی بے پناہ صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔ روحانی اور علمی اعتبار سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رتبہ بہت بلند تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شجاعت و سرفروشی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ملتان واپس تشریف لائے اور سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں لوگوں کو بیعت کرنا شروع کیا۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مرشد حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا تھا کہ وہ ملتان میں چشتیہ سلسلہ کی ترویج کے لئے حضرت حافظ محمد

Marfat.com

جمال رحمۃ اللہ علیہ کو روانہ کریں۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ ایک دن حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں موجود تھے۔ باتوں باتوں میں اس بات کا ذکر چھڑ گیا کہ ملتان میں شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کے سامنے کسی بھی ولی کا تصرف نہیں چلتا اور وہاں کسی اور سلسلے کا کوئی شیخ نہیں جاتا اور کسی کو بیعت نہیں کرتا۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''میاں نور محمد (رحمۃ اللہ علیہ)! اب تک ملتان میں شیخ الاسلام کی ولایت تھی لہٰذا وہاں کسی دوسرے ولی کا تصرف ممکن نہیں تھا لیکن اب ملتان ہمارے سپرد کر دیا گیا ہے تم وہاں اپنا کوئی مرید بھیجو اور کہو کہ خانقاہ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ میں خلق کو اپنا مرید کرے۔''

حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے دہلی سے واپس آ کر حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو ملتان رخصت کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی خدا بخش خیر پوری کو سب سے پہلے خانقاہ شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ میں اپنا مرید کیا۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی ملنسار، بااخلاق اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ غرباء اور مساکین کی دل جوئی کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ کھانے میں کبھی عیب نہ نکالتے تھے بلکہ اگر دسترخوان پر کوئی ایسی حرکت کرتا تو اُس کو منع فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پیر بھائیوں سے بھی بہت محبت تھی۔ ہر ایک کے دکھ درد میں شامل ہوتے تھے۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جب ملتان میں جلوہ افروز ہوئے تھے تو

اس وقت پنجاب میں سکھوں کا تسلط تھا اور مسلمانوں مشکلات کا شکار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ملتان میں قیام کے دوران سکھوں نے کئی بار ملتان پر حملہ کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں وہ ملتان پر قابض نہ ہو سکے۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ عبادت و ریاضت میں تو مشہور تھے ہی لیکن لوگوں نے ان کی شجاعت اور ہمت و استقلال کو بھی سکھوں کے خلاف جہاد میں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمت اور حوصلے کو دیکھ کر دیگر مسلمانوں کے حوصلے بھی بلند ہوئے اور انہوں نے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سکھوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا مقابلہ انتہائی مردانگی اور عالی ہمت سے کیا۔ جب حالات زیادہ خراب ہوئے تو لوگوں نے گھبرا کر ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"آوازِ جنگ بکفار عام است واکنوں جنگ بایشاں فرض عین کرد پس الحال بیروں نمی ردیم کہ مارا دو درجہ است یکے درجہ غزا دوم درجہ شہادت۔"

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خود سبقت فرماتے ہوئے میدانِ جنگ میں قدم رکھا۔ حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ عزوجل پر کامل یقین اور بھروسہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حوصلے کو دیکھ کر دوسرے لوگوں کے بھی حوصلے بلند ہوئے اور سکھوں کو شکست ہوئی۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تمام غیر شرعی رسوم کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے زاہد شاہ سے پوچھا کہ تم شادی کیوں نہیں کرتے؟ زاہد شاہ نے کہا کہ وہ تو شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ لوگ سادات سے نہیں ہیں اور ہماری برادری کے لوگ کہتے ہیں شادی سادات میں کرنی چاہئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"سادات کا نکاح غیر سادات سے شرح میں جائز ہے تم جاہلوں

Marfat.com

کے کہنے پر کیوں اعتبار کرتے ہو۔"

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ شریعت کے بے حد پابند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"معرفت حق کا بہترین طریقہ وہ ہے جو مشائخ شریعت کا ہے اور جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معتبر ذرائع سے پہنچا ہے اور وہ ظاہر کو شریعت سے آراستہ رکھنے کا ہے اور اس پر قائم رہنے کا اور باطن کو خراب عادتوں سے صاف کرنے کا ہے۔"

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اچھا لباس پہنتے تھے۔ تہبند انتہائی کم استعمال کرتے تھے۔ اکثر پاجامہ پہنتے تھے، کرتے کا گریبان چاک رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک انگوٹھی بھی تھی جس پر اللّٰہ جمیلٌ یحب الجمال کندہ تھا۔ اس انگوٹھی کو بطورِ مہر استعمال کرتے تھے۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ فارسی، عربی اور سرائیکی زبان پر عبور رکھتے تھے اور ان زبانوں میں کئی اشعار بھی کہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سرائیکی زبان میں لکھی گئی ایک سی حرفی بھی بہت مشہور ہے جس کا نام "چرخہ نامہ" ہے۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا قلمی نسخہ حضرت علامہ طالوت مرحوم کے پاس محفوظ تھا مگر ان کے وصال کے بعد وہ نسخہ کدھر گیا اس بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۵ جمادی الثانی ۱۲۲۶ھ کو تقریباً ۶۶ برس کی عمر میں ہوا۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وفات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور مرید خاص منشی غلام حسن شہید رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کے ان الفاظ سے نکالی ہے جو مزارِ

Marfat.com

مبارک پر درج ہے۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ

۱۲۲۶ھ

فارسی میں تاریخ وصال اس مصرعے سے واضح ہوتی ہے:

خروزِ سال وصالش چو چست جوئے کرد
ندائے داد سروشم کہ یافت خوب وصال

۱۲۲۶ھ

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک ۵ جمادی الثانی کو منایا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار دولت گیٹ کے نزدیک محلہ حافظ جمال میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر ہزاروں بندگانِ خدا حاضری دیتے ہیں اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ نے دو شادیاں کی تھیں لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ چار سلسلوں میں مرید کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مریدوں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چند ایک مشہور خلفاء کے نام یہ ہیں:

مولانا خدا بخش ملتانی، زاہد ملتانی، غلام حسن شہید، قاضی عیسیٰ خانپوری، مولوی حامد، صاحبزادہ غلام فرید اور مولوی عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ علیہم۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار کرامات زبان زد و عام ہیں۔ ذیل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند کرامات مختصراً بیان کی جا رہی ہیں۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خوبرو مرید محمد حسین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ عالم شباب میں وہ برے افعال میں مبتلا ہو گئے کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہو کر محمد حسین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی شکایت کی کہ وہ برے افعال میں مبتلا ہو گئے ہیں اور ان کی عاقبت خراب ہو رہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی عاقبت بخیر ہو گی اور اسے تپ دق کا مرض ہو گا اور تین سال کی بیماری کے بعد وہ اپنے برے افعال سے توبہ کر لے گا۔ اس کا جنازہ میں پڑھاؤں گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے چند روز بعد محمد حسین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ تپ دق کے مرض میں مبتلا ہو گئے اور مرض تین سال رہا اور انہوں نے اپنے تمام برے افعال سے توبہ کی۔ پھر جب وہ فوت ہوئے اور ان کا جنازہ اٹھایا جانے لگا تو لوگوں کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ نمازِ جنازہ میں خود پڑھاؤں گا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت مہار شریف گئے ہوئے تھے۔ ابھی لوگ اسی شش و پنج میں مبتلا تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے آئے اور محمد حسین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ پڑھانے کے بعد فرمایا حسین! تجھے میں نے اللہ عزوجل کے سپرد کیا اور پھر دوبارہ مہار شریف روانہ ہو گئے۔

مولوی نور احمد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کی جانب روانہ ہوا۔ راستہ میں ہمارا گزر ایک صحرا سے ہوا وہاں ایک بزرگ شخص ملا جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مصافحہ کیا اور جب وہ مجھ سے مصافحہ کرنے لگا تو میں نے مصافحہ نہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بزرگ کے جانے کے بعد مجھ سے فرمایا کہ تم نے مصافحہ کیوں نہ کیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ بعض بزرگ مصافحہ کرتے ہوئے دوسروں کی روحانی قوت سلب کر لیتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسکرائے اور فرمایا کہ یہ بزرگ نعمت بخشنے والے تھے اور یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ قبلہ عالم حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں شرکت کے لئے تاج سرور میں موجود تھے۔ چند عورتیں آپ رحمۃ اللہ علیہ

کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان میں سے ایک عورت نے عرض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار لوگوں کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کیا ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی کو اپنے پاس زیادہ دیر رکنے نہیں دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی کو رات میں مرید کرتے ہیں اور کسی کو دن میں اور پھر انہیں رخصت کر دیتے ہیں جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہر مرید کی خواہش ہے کہ وہ قیامت کے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلہ سے شفاعت پائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ہزاروں مریدوں کو کس طرح پہچانیں گے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے دیکھا نہیں کہ سات آٹھ چرواہے جب اپنی بھیڑ بکریوں کو مل کر چراتے ہیں اور ان کی بھیڑ بکریاں آپس میں مل جاتی ہیں پھر جب وہ علیحدہ ہوتے ہیں تو اپنے اپنے جانور کو پہچان لیتے ہیں اس طرح میں بھی اپنے مریدوں کو شناخت کر لوں گا۔

حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید سادہ لوح تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے کبھی کبھی خوش طبعی بھی فرما لیتے تھے۔ اس نے ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدم بوسی کی سعادت حاصل کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت حالت استغراق میں تھے اس لئے اسے پہچاننے سے انکار کر دیا۔ اس نے عرض کیا کہ حضور آپ رحمۃ اللہ علیہ اب مجھے نہیں پہچانتے اور جب بروزِ محشر مخلوق کا ایک جم غفیر ہوگا تو پھر مجھے کیسے پہچانیں گے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مرید کی قبر میں پہلا قدم میرا ہوگا اور پھر میرا مرید قبر میں داخل ہوگا۔

اقوال وارشادات:

☆ مسلمان وہ ہے جو دوسروں کی بھلائی کے لئے شب و روز وقف کر دے۔

☆ انسان اللہ عزوجل کا بھید ہے۔

☆ صاحب کرامت و صاحب نیامت کی حوصلہ افزائی بھی عبادت ہے۔

☆ کبھی تم نے سوچا ہے کہ تمہارے حقوق و فرائض کون کون سے ہیں؟

☆ اہل محلّہ کا خاص طور پر خیال رکھ، کیونکہ ان کے حقوق رشتے داروں کے حقوق

Marfat.com

سے کہیں زیادہ ہیں۔

☆ خدا کی خوشنودی حاصل کر، تا کہ وہ بھی تیرے لئے وسائل خوشنودی پیدا کرے۔

☆ علم شریعت عین علم نور ہے۔

☆ اہل ورد کی بات سن، تا کہ تجھے بھی درد دِل میسر آئے۔

☆ ہمیشہ کم بولا کرو کیونکہ اس بات میں لاتعداد فوائد پوشیدہ ہیں۔

☆ خدا کے کام کرو خدا تمہارے کام کرتا ہے۔

Marfat.com

حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ
کے معاصرین

Marfat.com

ہر نظر ہے حسن کی ناقابل شرح و بیاں
ہر نظر سے سینکڑوں پہلو نکلتے جائیں گے
عشق کی منزل نہ پائیں گے کبھی اہل ہوس
دور ہوتے جائیں گے جتنا بھی چلتے جائیں گے

حضرت سیّد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

بحرِ علوم معرفت، حضرت سیّد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے چند واسطوں کے بعد جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت سیّد عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا اسم مبارک سیّد عبدالجلیل رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

حضرت سیّد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف سے دہلی تشریف لائے اور جامع مسجد دہلی میں مقیم ہوئے۔ حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پالکی کو اپنے کاندھوں پر اٹھایا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دہلی سے رامپور چلے گئے اور وہاں والی رامپور نواب فیض اللہ خاں کے اصرار پر مقیم ہوئے اور مستقل سکونت اختیار کی۔

حضرت سیّد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے رامپور میں ایک مسجد کی بنیاد بھی رکھی جب یہ مسجد تعمیر ہو رہی تھی تو حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں بشارت دی کہ یہ مسجد گر جائے گی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نیند سے بیدار ہوئے اور مزدوروں کو کام کرنے سے روک دیا اور جیسے ہی مزدور عمارت سے باہر آئے عمارت گر گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے از سرِ نو مسجد کی تعمیر شروع کی اور نواب فیض اللہ خاں کے اصرار کے باوجود کوئی نذرانہ قبول نہ کیا۔

حضرت سیّد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بظاہر کوئی مال نہ تھا مگر جب بھی کوئی حاجت مند آتا تو اپنے مصلّے کو اٹھا کر اس کے نیچے سے رقم نکال کر ضرورت مند کو دے دیتے تھے۔ اسی طرح مسجد کی تعمیر کے وقت مزدوروں کو ان کی اجرت بھی یونہی ادا

Marfat.com

کیا کرتے تھے۔ ایک مزدور کے دل میں خیال آیا کہ شاید مصلے کے نیچے کوئی خزانہ دفن ہے۔ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غیر موجودگی میں مصلے اٹھا کر زمین کی کھدائی کی مگر کچھ نہ نکلا۔ اگلے دن آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی مصلے کو اٹھا کر مزدوروں کو دوبارہ اجرت دے رہے تھے۔ جب اس مزدور کی باری آئی تو اسے دوگنا اجرت دی اور فرمایا کہ تو نے دوگنا کام کیا ہے اس لئے تیری مزدوری بھی دوگنی ہے۔ اس مزدور نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور معافی مانگ کر حلقہ ارادت میں شامل ہو گیا۔

حضرت سیّد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۴ محرم الحرام ۱۲۰۷ھ کو رامپور میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ہی مدفون کیا گیا جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

حضرت سیّد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے تین خلفاء مشہور ہیں جن کے نام حضرت شاہ نیاز احمد، حضرت مولوی امجد علی اور شمس الضحیٰ حضرت اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔

Marfat.com

حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ

چشم دل نیاز کہ تاباں است چوں صدف
از آب روشنی در بے بہائے اوست

قطب المشائخ، حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک ''راز احمد'' ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا اسم مبارک حضرت شاہ محمد رحمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہے اور والدہ ماجدہ کا اسم مبارک حضرت بی بی لاڈو رحمۃ اللہ علیہا ہے جو حضرت بی بی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہا کے نام سے مشہور تھیں اور حضرت سیّد مولانا سعید الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں۔

حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد شاہانِ بخارا سے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آباؤ اجداد میں حضرت شاہ آیت اللہ علوی رحمۃ اللہ علیہ نے تخت و تاج کو خیر باد کہا اور ملتان تشریف لے آئے اور پھر ان کے پوتے حضرت شاہ عظمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سرہند چلے گئے اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت شاہ محمد رحمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ سرہند سے دہلی تشریف لے گئے اور وہیں مقیم ہوئے۔

حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۷۳ھ کو سرہند میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ سے حاصل کی اور پھر دہلی آنے کے بعد حضرت سعید الدین رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے مروجہ ظاہری علوم کی تعلیم حاصل کی۔

حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا دامن انہیں پکڑا کر بیعت کیا۔ اس بیعت کو ''بیعت

Marfat.com

طالبی'' کہا جاتا ہے۔ دہلی میں جب حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ ہوا تو لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ باقاعدہ کسی سے بیعت نہیں ہوئے اور یہ شہرت جھوٹی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو لوگوں کی بات سن کر بے حد صدمہ ہوا۔ پھر حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تمہاری بیعت حضور غوث اعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست اقدس پر قبول فرمائی ہے اور مجھے ایک صورت دکھا کر فرمایا کہ میں تمہیں ان کے دست اقدس پر ظاہری بیعت کرواؤں۔ پھر حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان بزرگ کی بابت معلوم کروایا تو معلوم ہوا کہ بغداد سے ایک بزرگ آئے ہیں جو جامع مسجد دہلی میں مقیم ہیں۔ وہ بزرگ حضرت سیّد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کے سپرد حضرت فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ باقاعدہ بیعت ہوئے اور حضرت سیّد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت کا پروانہ عطا فرمایا۔

حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ نے دو شادیاں کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی شادی حضرت سیّد عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی جن سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور پھر اپنی پہلی زوجہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری شادی کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی دوسری زوجہ سے ایک لڑکی اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ لڑکی کا انتقال کم سنی میں ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں بیٹے راہِ طریقت کے شہسوار بنے اور اولیائے کاملین میں شمار ہوتے ہیں۔

حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ کو ظاہری و باطنی علوم میں کمال حاصل تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ عشق الٰہی سے سرشار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ وعظ فرما رہے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ ایک سیّد پر پڑی جو نہایت شکستہ حال تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنا سر ان کے قدموں میں رکھ دیا اور لوگوں کو گواہ بناتے ہوئے فرمایا کہ تم گواہ رہنا کہ جب اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میرے متعلق سوال ہو گا تو میں عرض کروں گا کہ میں نے تیرے

Marfat.com

حبیب کی اولاد کے قدموں میں اپنا سر رکھا تھا۔

حضرت شاہ نیاز رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد کچھ دیر آرام فرماتے پھر بارہ بجے کے قریب اٹھتے اور وضو فرمانے کے بعد تہجد کی نماز پڑھتے اور پھر اوراد و وظائف میں مشغول ہو جاتے تھے۔ پھر نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد کچھ دیر کے لئے آرام فرماتے تھے۔

حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار کرامات زبان زدِ عام ہیں۔

ایک مرتبہ بریلی میں آگ لگ گئی اور بے شمار مکانات جل کر خاک ہو گئے آگ پھیلتے پھیلتے محلہ قطب تک پہنچ گئی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ نظام الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آگ لگنے کی اطلاع دی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت کرتہ اتارے آرام فرما رہے تھے اطلاع ملتے ہی کرتہ پہنے بغیر باہر تشریف لائے اور نگاہ اٹھا کر آگ کی جانب دیکھا آگ کا رخ بدل گیا۔

حضرت شاہ نیاز احمد۔ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شخص کابل سے بیعت کی غرض سے حاضر ہوا اور بریلی شہر کے باہر اس شخص کی ملاقات آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے آنے کا مقصد دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ میں حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے آیا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نیاز احمد میں ہوں۔ وہ شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوا اور بیعت کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ تم میری خانقاہ چلو میں وہیں آتا ہوں۔ جب وہ شخص خانقاہ پہنچا تو اسے علم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سوئم کی فاتحہ خوانی کی جا رہی ہے۔

حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۵۰ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بریلی شہر میں ہی مدفون کیا گیا جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ مزارِ پاک مرجع گاہ

Marfat.com

علائق خاص و عام ہے۔

کشتہ شمسیر عشق از مرگ باشد در اماں
زندہ جاوید باشد مردہ بے جان عشق
آبِ حیواں مرگ باشد در مذاق عاشقاں
زندہ جاوید ہستند ایں کساں از جان عشق

حضرت شاہ نیاز احمد رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت شاہ نظام الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین مقرر ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے جن میں حضرت مولوی عبداللطیف خاں سمرقندی، حضرت مولوی نعمت خاں بخاری، حضرت مولوی محمد حسین، حضرت مولوی عبدالرحمٰن خاں، حضرت شاہ شمس الحق، حضرت شاہ نور حسین بریلوی اور حضرت میر سمیع بدخشانی رحمۃ اللہ علیہم کے نام قابل ذکر ہیں۔

اقوال وارشادات:

☆ موت کا وقت بہت سخت ہے اور اس کی مثال ایسی ہے کہ خاردار درخت پر باریک کپڑا ڈال کر اسے کھینچا جائے اور وہ تار تار ہو جائے۔

☆ معرفت الٰہی یہ ہے کہ بندہ عاجز اور خدا قادر ہے۔

☆ عذاب سے امن کے خواہاں ہو تو حقیقی بندگی اختیار کرو۔

☆ شرط کلام یہ ہے کہ ماسوائے حق کے زبان خاموش رہے۔

Marfat.com

برصغیر پاک و ہند میں
سلسلہ عالیہ چشتیہ کے درخشاں ستارے

Marfat.com

نشانِ راہ دکھاتے تھے جو ستاروں کو
ترس گئے ہیں کہ مردِ راہ داں کے لئے
نگاہ بلند سخن دل نواز جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

Marfat.com

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ

بحر علوم طریقت و شریعت حضرت خواجہ معین الدین چشتی المعروف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور سلوک کی منازل طے فرمائیں۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کرم نے آن کی آن میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو زمین و آسمان کی سیر کرا دی حجاباتِ اکبر تک تمام پردے درمیان میں سے ہٹ گئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جس خدا کی پیاری پیاری باتیں قرآن کریم کے اوراق میں پڑھی تھیں جس کی حمد و ستائش قرآن و حدیث میں دیکھی تھی اب اسی محبوب کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو عشق کی گرمی اور تیز ہوگئی۔ ریاضت و عبادت میں اس قدر مشغول ہو گئے کہ بڑے بڑے صاحب کرامات اولیاء تعجب کرنے لگے، مسلسل اڑھائی برس تک مجاہدہ نفس اور چلہ کشی میں رہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے اس درجہ عشق تھا کہ سایہ کی طرح ساتھ لگے رہتے تھے۔ جہاں کہیں شیخ جاتے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کا بستر خواب، توشہ اور پانی کا مشکیزہ کندھے پر ڈالے اور دوسری ضروری اشیاء سر پر رکھے ہمراہ ہوتے تھے۔ جہاں پیر و مرشد قدم رکھتے تھے وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی آنکھیں بچھاتے تھے۔ کامل بیس برس مرشد پاک کی خدمت و اطاعت میں گزار دیئے اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد پاک سے معرفت اور حقیقت کی باتیں سیکھیں۔ فقیری

Marfat.com

کے اسرار سربستہ سے آگاہی حاصل کی۔ اس عرصہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دن کو دن نہ سمجھا اور رات کو رات نہ جانا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد صرف شیخ کی خدمت تھی۔ اسی خدمت و اطاعت کے سلسلہ میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وہ نعمت عطا فرمائی جس کا اندازہ دشوار ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں بیس برس تک پیرو مرشد کی خدمت بابرکت میں حاضر رہا اس عرصہ میں کسی لمحہ بھی اپنے نفس کو آرام نہیں دیا نہ رات کو رات سمجھا اور نہ ہی دن کو دن، جہاں مرشد پاک سفر فرماتے تھے میں بستر خواب اور سامانِ سفر اپنے سر پر اٹھائے حاضر رہتا، جب مرشد پاک نے میری یہ خدمت اور اطاعت شعاری دیکھی تو مجھے وہ نعمت عطا فرمائی جس کی کوئی حد و غایت نہیں تھی۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مرشد پاک کی اجازت سے سفر حجازِ مقدس پر روانہ ہوئے۔ جس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے بیت اللہ کو دیکھ کر بے خود ہو گئے۔ بیت اللہ کا نظارہ دیکھ کر اس طرح چکر لگانے شروع کئے جس طرح کہ پروانہ شمع کو دیکھ کر چکر لگاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ والہانہ طوافِ کعبہ کرنے لگے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی شمع کے پروانے تھے جو خود پروانے کی نیاز مندیوں پر عاشق تھی۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ حسب معمول طواف میں مشغول تھے۔ شان کریمی کا ظہور ہوا اور ندا آئی:

"معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! میں تجھ سے راضی ہوں میں نے تجھے
بخش دیا مانگ کیا مانگتا ہے؟"

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے وفورِ مسرت سے بے خود ہو کر جبین نیاز آستانۂ محبوب پر رکھ دیا اور عرض کی:

"اے پروردگار! میرے سلسلہ میں جو بھی داخل ہوا اس کی بخشش

Marfat.com

کا طالب ہوں۔''

ندائے غیبی آئی:

'' تیری دعا قبول ہوئی قیامت تک تیرے سلسلہ میں جو بھی داخل ہوگا اسے بخش دیا جائے گا۔''

حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سلطانِ عرب وعجم کے دربار میں حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قافلہ کے ساتھ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور مسجد نبوی کی جانب چل دیئے۔ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام و نیاز عرض کی اور عبادت اور ریاضت میں مشغول ہوگئے اور کئی روز تک متواتر تحفہ درود وسلام پیش کرتے رہے۔ ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ مصلے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ روضۂ اطہر سے آواز آئی معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ) کو بلاؤ۔ خدام نے بہ آواز بلند پکارا۔ یہ صدا سن کر کئی معین الدین چلے آئے۔ خدام حیران تھے کہ کس معین الدین کو سرکارِ دوعالم کے حضور پیش کیا جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معین الدین چشتی (رحمۃ اللہ علیہ) کو حاضر کرو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسرت اور بے خودی کی کیفیت میں درود وسلام پڑھتے ہوئے آستانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے اور مؤدب کھڑے ہوگئے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوا کہ اے قطب المشائخ! اندر آؤ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ روضہ اقدس میں داخل ہوئے اور محبوب خدا کے جمال اور جہاں آرا سے آنکھوں کو روشن کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''معین الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! تو ہمارا ہے اور ہمارے دین کا معین ہے ہم نے ولایت ہند تیرے سپرد کی، اجمیر جا اور وہاں سے کفر وظلمت کی تاریک بدلیاں چھائی ہوئی ہیں وہاں قیام کر اور اس سرزمین کفر کو اسلام کے نور سے معمور کر اللہ عزوجل تجھے برکت عطا فرمائے۔''

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بصد احترام روضہ انور سے باہر تشریف

لائے اور حیران تھے کہ ہندوستان کدھر ہے اور اجمیر کہاں ہے؟ شام ہوگئی عشاء کی نماز پڑھ کر اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سو گئے۔ خواب میں ہندوستان کا نقشہ نظر آیا، راجپوتانہ کی سرزمین اور اجمیر کا محل وقوع نمایاں نظر آ رہا تھا۔ خواب سے بیدار ہو کر سجدہ شکر ادا کیا اور روضہ اطہر پر پہنچ کر درود و سلام پیش کر کے جانب ہند روانہ ہوئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں وارد ہوتے ہی سب سے پہلے حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ مبارک پر حاضر ہوئے اور معتکف ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مزارِ مبارک پر چالیس دن تک چلہ کیا لیکن زیارت باسعادت نصیب نہ ہوئی۔ چالیسویں دن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عقیدت کا اظہار یوں فرمایا۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را راہنما

چنانچہ اس رات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت ہند پر اپنی مہر ثبت کی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سلطان الہند کا خطاب دیا اور اجمیر جانے کا حکم دیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سلوک میں چوتھا درجہ یہ ہے کہ جب انسان اللہ عزوجل کا نام سنے یا قرآن مجید میں پڑھے تو اس کا دل نرم ہو جائے۔ اللہ عزوجل کا خوف دل میں جاگزیں ہو جائے۔ اعتقاد اور ایمان میں زیادتی ہو۔ اگر معاذ اللہ! اللہ عزوجل کا ذکر سننے یا قرآن شریف سننے سے دل نرم نہ ہو یا گداز میں اضافہ نہ ہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن شریف میں ہے کہ پکے اور سچے مسلمانوں کی نشانی یہ ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ عزوجل کا ذکر کیا جائے تو ان کے قلوب روشن ہو جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ عزوجل کی آیتیں تلاوت کی جائیں تو ان کا

Marfat.com

ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر یقین رکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مریدوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں نے اللہ عزوجل کے ایک عاشق کو بغداد کے ایک قبہ میں دیکھا اس مردِ خدا پر ایک ہزار کوڑوں کی مار پڑی اور اسے خبر تک نہ ہوئی۔ کسی اللہ والے نے اس سے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ اس عاشقِ خدا نے جواب دیا کہ محبوب میرے سامنے تھا اور میں اس کے مشاہدہ میں گم تھا اس لئے مجھے کچھ خبر نہ ہوئی کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے؟

اقوال وارشادات:

☆ سچا وہ ہے جس کی ملکیت میں کوئی شے نہ ہو اور معاملات دنیا میں کوئی دخل نہ ہو۔

☆ اہل محبت کا وہ بلند مقام ہے جو ملائکہ کو بھی نصیب نہیں ہوا۔

☆ جس نے جھوٹی قسم کھائی اس کے گھر سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔

☆ دل محبت کا آتش کدہ ہے، جو کچھ اس میں داخل ہوتا ہے جل جاتا ہے اور بھسم ہو جاتا ہے۔

☆ بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرے۔

☆ اصل متوکل وہ شخص ہے جو لوگوں سے شکایت نہ کرتا پھرے۔

☆ مصیبت اور سختی کا آنا صحت اور ایمان کی علامت ہے۔

☆ متوکل وہ شخص ہے جو لوگوں سے مدد نہ لے اور نہ ہی اس کو کسی سے شکایت ہو۔

☆ عارف دنیا اور اللہ عزوجل کا دوست ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ

رئیس الاولیاء، قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے دور کے نابغہ روزگار اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور ان کی صحبت میں رہ کر طریقت کی منازل طے کیں اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

سیر الاقطاب میں منقول ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریف آوری سے دہلی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نورِ ولایت سے منور ہوگئی۔ رجوعات خلق کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ہر وقت لوگوں کا میلہ لگا رہتا تھا۔ لوگ روزانہ نذرانہ کے طور پر نقد وجنس لے کر حاضر ہوتے تھے مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ قبول نہ فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حویلی کے قریب ایک بقال کا مکان تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بوقت ضرورت قرض لے کر گذر بسر فرمایا کرتے تھے۔ اس بقال کی بیوی کی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زنان خانے میں آمدورفت تھی۔ ایک روز بقال کی بیوی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ سے کہا کہ اگر ہمارا گھر یہاں نہ ہوتا تو تم لوگ فاقے سے مرجاتے۔ یہ بات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ کو یہ ناگوار گزری۔ اس واقعہ کو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب اس بقال سے قرض لینا چھوڑ دو۔ فتوحات قبول کرنا بھی ترک کردو۔ اس روز کے بعد سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مصلے کے نیچے سے گرم کاک نکل آتے تھے۔ انہی سے اہل خانہ شکم پری کر لیتے تھے۔

Marfat.com

بقال سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب سے قرض لینا چھوڑا تو اسے خیال آیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں اور اسی ناراضی کے باعث مجھ سے قرض لینا چھوڑ دیا ہے۔ بقال نے اپنی بیوی کو بھیج کر صورت حال معلوم کرنا چاہی اور اظہارِ معذرت بھی مقصود تھا۔ بقال کی بیوی سے بعض اہل خانہ نے کہا کہ ہمیں تو غیب سے پکی پکائی گرم روٹی مل جاتی ہے۔ اب ہمیں تجھ سے قرض لینے کی حاجت نہیں ہے۔

اقتباس الانور میں منقول ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل خانہ سے حجرہ مبارک کے ایک طباق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تمہیں جس چیز کی بھی حاجت ہو بسم اللہ پڑھ کر اس طاق میں ہاتھ ڈال دینا وہ تمہیں مل جائے گی۔ وقت ضرورت اس طاق میں ہاتھ ڈالنے سے گرم گرم کاک نکل آتے تھے۔ بعض روایات کے مطابق یہ اتنا بڑا کاک (کلچہ) برآمد ہوتا تھا جو تمام اہل خانہ کیلئے کافی ہوتا تھا۔ اس لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ ''کاکی'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

جوامع الکلم میں حضرت سیّد محمد گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت خاموش، غمگین اور اداس رہتے تھے۔ کسی دم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رونے سے فرصت نہ تھی۔ دروازہ بند کیے بیٹھے رہتے تھے۔ جب زیارت کرنے والوں کا ہجوم ہوتا اور اشتیاق دیدار پایا جاتا تو خادم آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا کہ خلقت دیدار کی منتظر ہے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک سرد آہ بھر کر اجازت دیتے۔ جب زائرین سامنے نظر آتے تو ان پر نظر شفقت فرماتے اور خادم کو اشارہ کرتے کے ان کی پانی کے پیالے سے تواضع کرو۔ جب تک پانی تقسیم ہوتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے رہتے اور لوگوں کو پند و نصیحت کرتے۔ جب پانی تقسیم ہو لیتا تو سب کو رخصت فرما دیتے تھے۔

ایک مرتبہ مریدوں نے مردانِ غیب کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت

Marfat.com

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مردانِ غیب اس شخص کو کہتے ہیں جو درجہ کمال تک پہنچ گیا ہو کہ اس میں راسخ ہو گیا ہو اور آواز غیب پر مکاشفہ نہ کرتا ہو۔ پھر اس کو بلا کر اپنے مجمع میں بٹھا لیتے ہیں۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ عثمان سنجری رحمۃ اللہ علیہ میرے دوست اور پیر بھائی ہیں۔ جب ان کی مشغولیت حد کو پہنچی تو مردانِ غیب نے ان سے ملاقات شروع کی۔ ایک روز کا قصہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے اور یہ فقیر بھی ان کے پاس برابر میں بیٹھا ہوا تھا۔ یکا یک مردان غیب کی آواز آئی:

"شیخ عثمان (رحمۃ اللہ علیہ)! آؤ ہم جا رہے ہیں۔"

یہ آواز سنتے ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فوراً ہی ایک سمت چل دیئے اور ہماری نظروں سے غائب ہو گئے ہمیں کچھ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کدھر گئے ہیں؟ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے راستے کا چلنے والا ترقی پر ہے تو وہ یقیناً راہِ سلوک کا سالک ہے اگر کمال رکھتا ہے تو امید ہے اسے درجہ کمال نصیب ہو گا۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے درویشی حاصل کرنے کے بارے میں فرمایا کہ درویشی پردہ پوشی کا نام ہے۔ درویشی کے معنی یہی ہیں کہ بندگانِ خدا کی پردہ پوشی کی جائے۔ درویش کو ان چار باتوں کی پابندی لازمی ہے۔

۱۔ اپنی آنکھوں کو اندھا کر لے تا کہ کسی کا عیب دکھائی نہ دے۔

۲۔ اپنے کانوں کو بہرہ کر لے تا کہ جو بات سننے کے قابل نہ ہو وہ نہ سن سکے۔

۳۔ زبان کو گنگ کر لے تا کہ غلط بات زبان سے نہ نکلے۔

۴۔ پاؤں کو لنگڑا کر لے تا کہ جگہ نہ جانے کی ہو وہاں نہ جا سکے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے پیر و مرشد کی سعادت پابوسی حاصل ہوئی۔ قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا علاؤ الدین کرمانی، شمس الدین رحمۃ اللہ علیہم اور دوسرے صوفی حاضر خدمت تھے۔ سلوک اور اہل سلوک کا ذکر نکلا۔ پیر و

Marfat.com

مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سالکانِ راہ وہ لوگ ہیں جو سر سے لے کر ناخنوں تک دریائے محبت میں غرق ہیں اور کوئی ساعت ایسی نہیں گزرتی جب ان پر عالم محبت سے عشق کا مینہ نہیں برستا۔

ایک مرتبہ عالم تحیر کا ذکر ہوا تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا عارف وہ ہے جس پر عالم اسرار سے ہر لحظہ اور ہر لمحہ ہزاروں حالات پیدا ہوں، وہ عالم سکر میں غرق ہو، اگر اس وقت اٹھارہ ہزار عالم اس کے سینہ میں اتر آئیں تو اس کو خبر تک نہ ہو۔ اس کہ بعد یہ حکایت بیان فرمائی ایک روز میں نے سمرقند میں ایک شخص کو عالم تحیر میں غرق دیکھا۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ درویش کتنے عرصے سے اس حال میں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بیس برس سے ہم انہیں اس طرح دیکھ رہے ہیں۔ خیر میں کچھ مدت ان کے پاس رہا ایک وقت میں نے ان کو ہوشیاری کی حالت میں پایا ان سے ملاقات کی اور پوچھا کہ آپ کتنے عرصے سے اس عالم میں ہیں اور کسی کے آنے جانے کی آپ کو خبر ہوتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا اے نادان! جس وقت دوروا ثر اور دریائے محبت میں غرقابی ہوتی ہے اس وقت اسرارِ تجلیات ظاہر ہوتے ہیں اس وقت کوئی خبر نہیں رہتی کہ کیا ہو رہا ہے کون آیا اور کون گیا؟ اگر اس حالت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں تو بھی مطلق خبر نہیں ہوتی۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عید کا دن تھا حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ عید کی نماز پڑھ کر اس مقام پر تشریف لائے جہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک ہے اور کچھ دیر کھڑے سوچتے رہے۔ اس زمانہ میں وہ زمین غیر آباد تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں نے عرض کیا کہ حضور آج عید کا دن ہے اور زائرین خانقاہ پر تشریف آوری کے منتظر ہوں گے یہاں پر ٹھہرنے کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا کیا سبب ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جاؤ اس قطعہ زمین کے مالک کو بلا لاؤ۔ خدام بلا لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

وہ زمین کا قطعہ خرید کر فرمایا یہ جگہ میری مدفن ہو گی چنانچہ اس واقعے کے کچھ عرصہ بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا اور اسی جگہ مدفون ہوئے۔

اقوال وارشادات:

☆ زندگی اتنی نازک کٹھن ہو رہی ہے کہ کم ظرف و کم عقل کا بسیرا مشکل ہے۔

☆ جو عالم غیب میں ہے سب کچھ خدا جانتا ہے۔

☆ ہمیشہ سچ کا ساتھ دو سچ تمہارا ساتھ دے گا۔

☆ برائی کو جبر سے دبا تا کہ تیرا بھی بھلا ہو۔

☆ اپنے آپ کو غلط فہمیوں کا شکار نہ کر کیونکہ اس سے زندگی اجیرن ہو گی۔

☆ دنیا کی شان و شوکت ایک تماشہ ہے جو ناپائیدار ہے اور پانی کے بلبلہ سے بھی کم تر وقت رکھتی ہے۔

☆ دنیا کے تمام لوازمات عارضی ہیں مومن کی شان نہیں ہے کہ اسی پر اکتفا کر کے بیٹھا رہے۔

☆ غریب پروری کو مقدم جان کیونکہ یہی بات تمام عبادات کی جڑ بھی ہے۔

☆ خدا اپنے فضل و کرم سے اپنے تمام بندوں پر تمام پوشیدہ اشیاء آشکار کرتا ہے۔

Marfat.com

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

شمس العارفین، شیخ طریقت، شمس الحقیقت حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے نابغہ روزگار، علوم شریعت و طریقت میں کامل اور یکتائے زمانہ ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوا کا وصال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن میں ہی ہو گیا تھا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ابتدائی تربیت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کی نگرانی میں ہوئی۔ والدہ نے چاہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بچپن ہی سے نماز کے عادی ہو جائیں اس لئے والدہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جائے نماز کے نیچے شکر کی پڑیا رکھ دیا کرتیں اور فرمایا کرتیں کہ جو بچے نماز پڑھتے ہیں ان کی جائے نماز کے نیچے سے روزانہ شکر کی پڑیا ملتی ہے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول گئیں اور انہوں نے گھبرا کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ مسعود! تم نے آج نماز پڑھی یا نہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہاں! اماں نماز پڑھ لی اور شکر کی پڑیا بھی مل گئی۔ یہ جواب سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو بہت تعجب ہوا اور وہ سمجھیں کہ اس بچے کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ اس کے بعد اکثر ایسا ہوتا کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ شکر کی پڑیا رکھنا بھول جاتیں تو وہ پڑیا بدستور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مل جاتی چنانچہ اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ''گنج شکر'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

جن دنوں حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ ملتان میں دینی علم کے حصول

Marfat.com

میں شب و روز مصروف تھے انہی دنوں قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے۔ وہ جب مسجد میں تشریف لائے تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف دیکھا تو دریافت کیا جوان! کیا پڑھ رہے ہو؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا حضرت! نافع پڑھ رہا ہوں۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو فرمایا انشاء اللہ نفع ہوگا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمانا تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ بے خود ہو گئے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی۔ جس پر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔

سیر الاولیاء میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ پر مزید ریاضت و مجاہدات کا شوق غالب ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا اگر فرمان ہو تو ایک چلہ کرلوں۔ یہ بات مرشد پاک کو ناگوار گزری انہوں نے فرمایا ضرورت نہیں ان چیزوں سے شہرت ہوتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا حضور گواہ ہیں کہ مجھے شہرت کی طلب نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ساری زندگی اس بات پر شرمندگی محسوس ہوتی رہی کہ پیر و مرشد کی خدمت میں کیوں ایسی بات کہی جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبع مبارک کو ناگوار معلوم ہوئی۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب جاؤ اور چلہ معکوس کرلو لیکن اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم نہ تھا کہ چلہ معکوس کیا ہوتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا مجھے پیر و مرشد نے چلہ معکوس کا حکم فرمایا ہے لیکن میں پیر و مرشد کے رعب و جلال کی وجہ سے یہ نہیں پوچھ سکا کہ چلہ معکوس کیا ہوتا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے بتائیں یا پیر و مرشد سے دریافت کریں۔ حضرت شیخ بدر الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے چلہ معکوس کی کیفیت

Marfat.com

دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چلہ معکوس یہ ہوتا ہے کہ چالیس دن یا چالیس رات پاؤں میں رسی باندھ کر کسی کنوئیں میں الٹا لٹک کر عبادت کرے۔ یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ معکوس کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا اور کچھ عرصہ کے بعد اُچ شریف میں واقع ایک مسجد کے کنویں میں الٹا لٹک کر چلہ معکوس مکمل کیا۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے بغداد میں ایک بزرگ کی صحبت میں چند دن گزارنے کا موقع ملا۔ ہر بار جب وہ بزرگ سر بہ سجدہ ہوتے تو بارگاہِ الٰہی میں نہایت عجز وانکساری سے مناجات پڑھتے کہ اے اللہ! اگر تو نے مجھے قیامت کے دن دوزخ میں بھیج دیا تو اسرارِ عشق میں سے ایک بھید ایسا ظاہر کروں گا کہ دوزخ مجھ سے ہزار سال کی دوری پر بھاگ جائے گی اس لئے کہ محبت کی آگ کے سامنے کوئی آگ سر اٹھانے کے قابل نہیں اور اگر سر اٹھائے تو تباہ ہو جائے گی۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ غزنی میں میری ملاقات ایک ایسے درویش سے ہوئی جو اہل محبت میں سے تھا۔ میں نے سوال کیا کہ اے درویش! عشق الٰہی کی انتہا ہے یا نہیں۔ وہ فوراً چیخ پڑے اور مجھے کہا اے جھوٹے! عشق الٰہی کی کوئی انتہا نہیں۔ محبت خدا کی آگ وہ تلوار ہے جو جس جسم سے بھی گزرتی ہے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشقوں کے دل میں جو ولولہ و زمزمہ عشق موجود ہے اسی دن سے ہے جب یہ اس کے ولولہ وشیفتہ ہو گئے۔ تم اندازہ نہیں کر سکتے کہ اتنی خوبصورت نعمتیں تمہارے دل میں سکونت پذیر ہو گئی ہیں۔ روح جو جملہ اعضائے انسانی کی بادشاہ ہے۔ تخلیق کے وقت ہی دل دے چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں عشق ہے وہاں دل ہے۔ ان باتوں کی قدر وہی جانتا ہے جس کے دل میں اسرار وانوارِ دوست مسکن پذیر اور عشق کے ڈیرے ہوں۔

Marfat.com

حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آخرت کا خوف ایسا ہونا چاہئے جس طرح امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تیس برس تک نیند سے کنارہ کش رہے۔ جب بھی حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر نیند کا غلبہ ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے اے، نفس! تو نے اگر اللہ عزوجل کے شایانِ شان اطاعت نہ کی تو قیامت کے دن نجات نہ پاسکے گا اور اللہ عزوجل کے پہچاننے کا حق ادا کرتا رہ تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو۔

ایک موقع پر حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی گریہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران جب عذاب والی آیت کی تلاوت فرماتے تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور غشی طاری ہو جاتی۔ جب ہوش آتا تو فرماتے کہ اگر روزِ قیامت ابوحنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) رہا ہو گیا تو یہ حیرانی والی بات ہو گی۔

جودوسخا کے بارے میں حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے اسرار الاولیاء میں ایک مقام پر فرمایا ہے کہ درویش اسے کہتے ہیں جو روزانہ فتوحات کو شام تک خرچ کر دے۔ یہاں تک کہ رات کے لئے کوئی رقم باقی نہ ہے اور اگر رات ہے تو دن کے لئے کچھ باقی نہ رہے۔ سب اللہ کی راہ میں خرچ کر دے۔ ایسے لوگ درویش کہلانے کے مستحق نہیں ہوتے ہیں جو لنگوٹی باندھ کر چمڑے کی تھیلی گلے میں ڈال کر گلی گلی روٹی کے دو لقموں کی خاطر پھرتے رہتے ہیں اور اپنے جیسے انسانوں کے سامنے دست سوال کرتے ہیں بلکہ ایسے لوگ درویشی کا سرمایہ ناز ہیں جو اپنے مسند سے جدا نہیں ہوتے اور لطیف لباس زیب تن کرتے ہیں اور جو موجود ہو اس سے کھانا تیار کرا کے درویشانِ خدا کی تواضع کرتے ہیں اور کچھ بچا کر نہیں رکھتے جو ملتا ہے اسے آگے پہنچا دیتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کے ارادہ سے خانقاہ میں آیا اور خرافات بکنے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے نہایت محبت سے پیش آئے اور

Marfat.com

اس کی گالیوں کا جواب دعا سے دیا پھر نہایت نرمی سے فرمایا:

''بھائی میں نے تیرا کچھ نہیں بگاڑا۔ جو تو یہ چھری بغل میں چھپائے ہوئے میرے قتل کے لئے آیا ہے ایک مسلمان کو قتل کر کے کیوں اپنی عاقبت خراب کرتا ہے؟''

اس شخص نے یہ سنا تو فوراً آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے گلے لگا لیا اور اس کی خطا معاف کر دی۔

اقوال وارشادات:

☆ جو سچائی جھوٹ کے مشابہ ہو اسے اختیار مت کرو۔

☆ نفس کو اپنے مرتبہ کے لئے خوار نہ کرو۔

☆ اگر تم بزرگوں کا مرتبہ چاہتے ہو تو بادشاہوں کی اولاد سے دور رہو۔

☆ زکوٰۃ تین طرح کی ہوتی ہے۔ اول شریعت کی زکوٰۃ، دوم طریقت کی زکوٰۃ اور سوم حقیقت کی زکوٰۃ۔

☆ وہ شے بیچنے کی کوشش نہ کرو جسے لوگ خریدنے کی خواہش نہ کریں۔

☆ اچھائی کرنے کے لئے ہمیشہ کسی بہانے کی تلاش میں رہو۔

☆ دوسروں سے اچھائی کرتے رہو سوچو کہ تم اپنی ذات سے اچھائی کر رہے ہو۔

☆ کسی سے اس طرح جھگڑا نہ کرو کہ مصالحت کی گنجائش ہی نہ رہے۔

☆ مہمانوں کی خدمت کے لئے اسراف بے جا نہ کرو۔

☆ عورتوں کو اسلامی اقدار کا پابند ہونا لازمی ہے کیونکہ معاشرہ کی بنیاد و فلاح اسی سے ہوتی ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ

سلطان المشائخ، محبوبِ الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا شمار چشتیہ سلسلہ کے نامور مشائخ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے لقب ''محبوبِ الٰہی'' کی وجہ تسمیہ کتب سیر میں کچھ یوں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ شدید سردیوں کی رات تھی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کتاب پڑھنے میں مصروف تھے والدہ ماجدہ نزدیک ہی آرام فرما رہی تھیں رات کے دوسرے پہر میں والدہ ماجدہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پانی طلب فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھ کر دیکھا تو گھر میں پانی موجود نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ گلاس پکڑ کر باہر چلے گئے اور پانی لے کر آئے جب واپس آئے تو والدہ ماجدہ دوبارہ سو چکی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس خیال سے پانی لے کر والدہ کے نزدیک کھڑے ہو گئے کہ کسی بھی وقت والدہ پانی دوبارہ مانگ سکتی ہیں۔ اسی خیال میں فجر کا وقت ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ پانی کا گلاس پکڑے کھڑے رہے۔ جب والدہ فجر کے وقت اٹھیں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو پانی کا گلاس پکڑے کھڑے دیکھا اور وجہ دریافت کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے والدہ سے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہا نے نیند کی حالت میں مجھ سے پانی طلب کیا تھا اور میں گھر میں پانی موجود نہ پا کر باہر سے لے کر آیا۔ جب میں پانی لایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہا سو چکی تھیں چنانچہ میں اس وجہ سے کھڑا رہا کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہا دوبارہ

Marfat.com

پانی طلب فرمائیں اور میں نزدیک نہ ہوں تو مبادا آپ رحمۃ اللہ علیہا کو پریشانی ہوگی۔ والدہ ماجدہ نے بیٹے کی یہ بات سنی تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے اللہ عزوجل کے حضور دعا کی کہ باری تعالیٰ! جس طرح میرے بیٹے نے مجھے محبوب رکھا ہے اسی طرح تو اس کو اپنا محبوب بنا لے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کی دعا قبول ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ''محبوبِ الٰہی'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

سیرالاولیاء میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں نے جب دہلی میں سکونت اختیار کی تو ان دنوں میں نہایت پریشان تھا کہ مجھ سا عاصی کہاں اور کہاں معرفت الٰہی ؟ میں تو اس لائق نہیں کہ اس نعمت عظمیٰ کو پاسکوں چنانچہ اسی سوچ میں گم میں حضرت شیخ رسان رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ پاک پر تشریف لے گیا اور اس نیت سے چلہ کشی شروع کی کہ شاید میرا شمار بھی مقبولانِ بارگاہِ الٰہی میں ہو جائے۔ شیخ رسان رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر املی کا ایک درخت تھا جو کہ کافی عرصہ سے خشک پڑا تھا جب میں نے چلہ کیا تو وہ درخت تروتازہ ہوگیا۔ میں نے حضرت شیخ رسان رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کی کہ حضرت! چالیس دن میں اس درخت کی کایا پلٹ گئی مگر میری حالت تو ابھی ویسی ہی ہے۔ یہ کہہ کر میں گھر واپس آ گیا۔ جب میں راستے میں تھا تو مجھے ایک بزرگ ملے جو کہ کوئی مست معلوم ہوتے تھے۔ میں ان کے سامنے سے ہٹا تو وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے آگے بڑھ کر مجھے سینہ سے لگا لیا۔ ان کے منہ اور سینہ سے مجھے عنبر کی خوشبو آ رہی تھی۔ وہ بولے میں شیخ رسان (رحمۃ اللہ علیہ) ہوں جس کے مزار پر تم نے چلہ کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ مجھے تمہارے سینہ میں سے محبت الٰہی کی خوشبو آتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے اور میں سمجھ گیا کہ انشاء اللہ مجھے ضرور معرفت الٰہی حاصل ہوگی۔

خیر المجالس میں حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت

Marfat.com

ہے کہ میں نے پیرو مرشد حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ جب میں دروازہ مندہ کے پاس حصار شہر کے برج میں رہتا تھا تو تین روز گزر گئے اور کچھ فتوحات نہ ہوئیں۔ آخر ایک شخص نے دروازہ پر آ کر کواڑ پر ہاتھ مارا۔ میں نے کسی سے کہا کہ جا کر دیکھو کہ دروازہ پر کون آیا ہے؟ اس نے دروازہ کھولا تو ایک شخص کھچڑی کا طباق لئے ہوئے تھا۔ اس نے وہ طباق اسے دیا اور چلا گیا۔ جب وہ شخص طباق لے کر اندر آیا تو میں نے اس سے کہا کہ اس شخص کو پہچانتے ہو کہ کون تھا؟ اس نے کہا کہ میں نہیں پہچانتا تھا کہ وہ کون تھا؟ آخر میں ہم سب نے مل کر وہ کھچڑی کھائی۔ اس خشک کھچڑی میں ہم کو ایسا لطف آیا کہ آج تک کسی کھانا میں نہیں آیا ہوگا۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت جماعت خانہ کے صحن میں جھاڑو دے رہی ہے۔ میں نے پوچھا کہ تو کون ہے تو اس نے جواب دیا کہ میں دنیا ہوں اور مخدوم کے مکان میں جاروب کشی کرتی ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے گھر میں تیرا کیا کام ہے؟ تو میرے گھر سے نکل جا۔ ہر چند کے میں نے اسے کہا مگر وہ باہر نہ نکلی۔ آخر میں نے ایک انگلی اس کی گدی پر رکھ کر اسے باہر دھکیلا اور باہر نکال کیا۔ الغرض! یہ کہ ایک انگلی جو اس کی گدی پر لگی تھی اس کے موافق اثر ظاہر ہوا ہے۔

سیر الاولیاء میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس محفل میں اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم موجود ہوتے ہیں وہاں پر ایک خوشبو کی سی کیفیت ہوتی ہے یہ خوشبو اس جگہ کافی عرصہ تک موجود رہتی ہے یہ خوشبو خارجی نہیں بلکہ اس ولی کے اندر پوشیدہ ہوتی ہے اور ہر ولی کی خوشبو علیحدہ ہوتی ہے، کسی ولی سے مشک کی خوشبو آتی ہے، کسی ولی سے عنبر کی اور کسی ولی سے کافور کی خوشبو آتی ہے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ آدمی کے پاس دو چیزیں

Marfat.com

ہیں ایک نفس اور ایک قلب۔ جب کوئی اس کے ساتھ نفس سے پیش آتا ہے تو اس کو چاہئے کہ قلب کے ساتھ پیش آئے کیونکہ نفس میں سراسر فتنہ اور لڑائی جھگڑا بھرا ہوا ہے، قلب سکونت و ملاطفت سے پر ہے، جب کوئی نفس کے ساتھ پیش آئے اور درویش اس کے جواب میں قلب کے ساتھ پیش آئے تو ضرور اس کا نفس مغلوب ہوگا اگر وہ بھی نفس سے ہی کام لے گا تو فتنہ وفساد میں ترقی ہوگی۔

حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ مرض الموت میں مبتلا تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ پلنگ پر تشریف فرما تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ بیٹھنے کا کہا تو انہوں نے کہا کہ وہ پاس ادب کی وجہ سے نہیں بیٹھ سکتے چنانچہ کرسی لائی گئی اور حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔اس ملاقات کے دوران تمام مرید حیران و پریشان تھے کہ اس عالم میں گفتگو کس طرح ہوگی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا:

> ''انبیاء کرام علیہم السلام کو اس چیز کا اختیار ہے کہ وہ چاہیں تو موت کو اختیار کریں اور چاہیں تو زندگی کو اختیار کریں اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم، انبیاء کرام علیہم السلام کے جانشین ہوتے ہیں اس لئے ان کو بھی زندگی اور موت پر اختیار ہوتا ہے کہ وہ جسے چاہیں اختیار کریں آپ رحمۃ اللہ علیہ بھی کچھ عرصہ کے لئے زندگی کو اختیار کریں تاکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے ناقصوں کو کمال حاصل ہو۔''

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے جب حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات سنی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے آبدیدہ لہجے میں

Marfat.com

فرمایا:

"میں نے خواب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا نظام الدین (رحمۃ اللہ علیہ)! ہمیں تم سے ملاقات کا اشتیاق ہے کیا تمہیں مجھ سے ملاقات کا اشتیاق نہیں ہے؟"

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی بات سن کر حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ زار وقطار رونا شروع ہو گئے۔ حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ علیہ کی اس کیفیت کو دیکھ کر تمام حاضرین پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔

اقوال وارشادات:

☆ توبہ تین اقسام کی ہوتی ہے۔ اول حال، دوم ماضی اور سوم مستقبل۔
☆ جس کے سیّد حضور نبی کریم ﷺ ہوں اس کو طعام و دنیا سے کیا مطلب۔
☆ درویش دوست اور دشمن دونوں کا یکساں دوست ہوتا ہے۔
☆ درویشوں کا راستہ عوام کے راستوں سے مختلف ہے۔
☆ انسان کی پیدائش کا سب سے اہم مقصد مطلوب محبت خداوندی ہے۔
☆ فقر و فاقہ کی رات درویش کے لئے معراج کی رات ہے۔
☆ مردانِ حق جو کچھ کرتے ہیں اللہ کے لئے کرتے ہیں۔
☆ درویش کے دل میں زمین کی سی وسعت اور سورج کی سی تواضع ہونی چاہئے۔
☆ جو تائب ہوتا ہے اسے اطاعت سے پورا ذوق حاصل ہوتا ہے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ

بحرِ شریعت و طریقت، ہادی برحق، واقف اسرارِ حقیقت، منبع فیوض و برکات حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی ولی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجے ہیں اور انہی کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک کی منازل حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر طے کیں اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ پر چھ سال کی عمر میں حالت جذب طاری ہوگئی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمہ وقت مدہوش رہنے لگے۔ کسی وقت حالت استغراق سے نکل کر کسی کو مخاطب کر لیتے اور ان کی بات کا جواب دے دیتے، بعض اوقات حسب ضرورت والدہ سے کچھ طلب بھی کر لیتے۔ سات برس کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی گزر اوقات نہایت تنگی سے ہوتی تھی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ کسی سے کسی بھی قسم کا تذکرہ نہ فرماتیں تھیں۔ چوتھے یا پانچویں روز کبھی کبھی کچھ میسر آ جاتا جس سے گزر بسر ہو جاتی وگرنہ آٹھ پہر کے، بعد مغرب آپ رحمۃ اللہ علیہ صرف پانی ہی نوش فرماتے تھے۔ اس دور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ زمین پر سویا کرتے تھے۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ بے باکان افراد رؤسا عباد کاملین میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل صفا کے طریقہ میں بڑی شان، اونچا مقام اور قوی ہمت رکھتے تھے۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ جانگداری، تسلیم و رضا کے مرتبہ سے واصل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے راہِ سلوک میں اتنے مجاہدے اور ریاضتیں کیں اور ترکِ دنیا و تجرد اپنے اوپر لازم کر لئے تھے جس کی کچھ انتہا نہیں تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام ظاہری و باطنی پابندیوں سے پاک رہنے والوں کی طرح زندگی گزارتے تھے، لطف وقہر کی جو بات زبان سے نکلتی تھی وہ پوری ہو جاتی تھی۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے کلیر کی خلافت ملی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کلیر تشریف لے گئے۔ کلیر کے لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا تمسخر اڑایا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں گستاخی کی چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اشارہ سے کلیر میں زلزلہ آ گیا اور ہر شے نیست و نابود ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ان تمام باتوں سے لاتعلق ہو کر ایک گولڑ کے درخت کی شاخ کو پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور بارہ سال تک مسلسل درخت کو پکڑے انوار و تجلیات ذاتِ الٰہی میں محو رہے۔ اس دوران بدن سوکھ کر کانٹا ہو گیا اور ہاتھ پاؤں مسلسل کھڑے رہنے کی وجہ سے اکڑ گئے اور سوائے آنکھوں کے جسم کا ہر حصہ بے کار ہو گیا۔

حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ بارہ برس تک اس حالت میں تجلیاتِ الٰہی کے نظارے کرتے رہے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں نہ ہی جھپکیں اور نہ ہی کسی شے میں مگن ہوئیں۔ پیر و مرشد خواجہ حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اس کیفیت سے بخوبی آگاہ تھے انہوں نے اپنے مریدوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''میرا صابر بارہ برس سے گولڑ کی ٹہنی پکڑے کھڑا ہے تم میں سے کون ہے جو اس کو جا کر بٹھا دے۔''

پیر و مرشد کی اس بات کا سن کر سب حاضرین پر سکتہ طاری ہو گیا اور حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کے رعب و جمال کے پیشِ نظر تمام حاضرین پر سکتہ طاری ہو گیا اور کوئی بھی سامنے نہیں آیا۔

Marfat.com

اس دوران ایک نو وارد طالب علم جو حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوا تھا خانقاہ میں داخل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تیرا حصہ میرے صابر کے پاس ہے تو اس کے پاس کلیر شریف چلا جا۔ کلیر شریف پہنچنے کے بعد تو ان کے سامنے کے رخ نہ جانا ورنہ جل کر راکھ ہو جاؤ گے، داہنے رخ سے جانا اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہنا۔

اس نوجوان نے حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی آواز پر لبیک کہا اور کلیر شریف حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس نوجوان کا نام شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ تھا جسے حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زیر نگرانی سلوک کی منازل طے کرانے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا اور پانی پت کی خلافت عطا فرمائی۔

حضرت خواجہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ عرصہ خدمت گزری میں حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا تھا کہ مجھ پر حقیقت مسئلہ فنا و بقا کی واضح کریں تو انہوں نے فرمایا تھا کہ تمہیں زبانی طور پر اس کی سمجھ نہیں آئے گی اور ایک وقت آئے گا کہ تم بظاہر خود ساری بات سمجھ جاؤ گے۔ اس بات کو کافی عرصہ گزر گیا اور یہ بات خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن سے خارج ہو گئی۔ بوقت وصال حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ' خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں یہ بات اتفاقاً آئی کہ میں نے پیر و مرشد سے مسئلہ فنا و بقا کی حقیقت کے بارے میں دریافت کیا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ مجھے اس کے بارے میں بتائیں گے چنانچہ جس وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کلیر شریف پہنچے۔ جب نمازِ جنازہ پڑھنے کا وقت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ملال ہوا کہ اپنے پیر و مرشد کی نمازِ جنازہ پڑھنے والا میں اکیلا شخص ہوں اس دوران ایک گھڑ سوار جس نے نقاب اوڑھ رکھا تھا گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور

Marfat.com

نمازِ جنازہ کی امامت کرنے کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت دے دی۔ بعد نمازِ جنازہ اس نقاب پوش گھڑسوار نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مل کر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کو قبر مبارک میں اتارا۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کی رسوم تدفین سے فارغ ہونے کے بعد وہ نقاب پوش گھڑسوار واپس روانہ ہونے لگا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور عرض کیا مجھے اپنا چہرہ دکھائیں تا کہ جب لوگ مجھ سے سوال کریں کہ تمہارے پیر و مرشد کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی تھی تو میں ان کو جواب دے سکوں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد اصرار پر نقاب پوش سوار نے جب اپنا نقاب اٹھایا تو اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ حیران رہ گئے کیونکہ نقاب پوش سوار درحقیقت خود حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''شمس الدین! تم نے مجھ سے مسئلہ فنا و بقا کی حقیقت دریافت کی تھی تو تم نے جس کو دفنایا ہے وہ فنا ہے اور جو تمہارے سامنے موجود ہے وہ بقا ہے میں نے تم سے کہا تھا کہ تم بظاہر یہ مسئلہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔''

یہ فرما کر حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے دوبارہ نقاب اوڑھا اور جس سمت سے آئے تھے اس سمت دوبارہ روانہ ہو گئے۔

اقتباس الانوار میں تحریر ہے بعد از وصال حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ ایک ہندو جوگی کہیں سے پھرتا پھراتا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کے پاس آیا۔ اس نے پہلے تو خیال کیا کہ یہ کہیں زمانہ قدیم کی ہماری عبادت گاہ نہ ہو، ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ کسی مسلمان کی قبر بھی ہو سکتی ہے؟ پھر اس نے خیال کیا کہ اگر کسی مسلمان کی قبر ہوئی تو اس کو برابر کر دوں چنانچہ اس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر ایک طرف سے سوراخ کر دیا اور اس کے اندر اپنا چہرہ داخل کر کے دیکھنا چاہا کہ اس میں کیا ہے؟ اس ہندو جوگی کا چہرہ

Marfat.com

کا اندر جانا تھا کہ اس کی گردن وہیں پھنس گئی۔ اس ہندو نے بہتیرا زور لگایا لیکن گردن باہر نہ نکلی اور وہ ہندو اسی خوف سے مر گیا۔ رات کے وقت حضرت علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ نے نزدیکی گاؤں میں موجود اپنے ایک عقیدت مند کو خواب میں حکم دیا کہ صبح میری قبر مبارک پر آ کر ایک کتے کو جو میری قبر مبارک کی گستاخی کا مرتکب ہوا ہے اس کو دور پھینک آؤ چنانچہ وہ عقیدت مند صبح جب قبر پر آیا تو اس نے ایک شخص کو دیکھا جس کی گردن قبر مبارک میں پھنسی ہوئی تھی۔ اس عقیدت مند نے جب اس شخص کی گردن کو نکالا تو اس کی شکل کتے کی مانند تھی چنانچہ اس نے اس نجاست کو قبر مبارک سے دور پھینک دیا۔

اقوال وارشادات:

☆ ایک دل میں دو کو جگہ دینا ممکن نہیں۔

☆ جو فقیر امیروں کے دروازے پر جاتا ہے وہ مکار ہے۔

☆ اضطراب کی حالت میں دعا ہی کام کی شے ہے' اللہ عزوجل کے حضور دعا کثرت سے مانگا کرو۔

☆ ترکِ دنیا سے مراد ترکِ مکروہات دنیا ہے۔

☆ جاہل اور لالچی صوفی شیطان کا مسخرہ ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے نامور بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جامع شریعت و طریقت تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اپنے دور کے عارفین میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا تھا جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ''شمس العارفین'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ قوم کھوکھر سیال سے تعلق رکھتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے مورثِ اعلیٰ شیر کرم علی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ پشت پہلے ہوئے ہیں۔ حضرت شیر کرم علی رحمۃ اللہ علیہ ریاضت وعبادت میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار سیال شریف میں مرجع گاہ خلائق خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام میاں محمد یار رحمۃ اللہ علیہ تھا اور والدہ کا نام جنت بی بی رحمۃ اللہ علیہا تھا جو کہ قرآنِ پاک کی حافظہ تھیں اور بچیوں کو قرآنِ پاک کی تعلیم دیا کرتی تھیں۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن میں عام بچوں کی طرح کھیل سے کسی بھی قسم کی کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے بچپن میں ہی قرآن پاک کی تعلیم کے لئے قریبی مدرسہ میں داخل کرا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سات برس کی عمر میں قرآنِ پاک ختم کر لیا۔ بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ماموں میاں احمد دین کے ہمراہ میکی ڈھوک پنڈی گھیپ تشریف لے گئے جہاں کچھ عرصہ میں نامِ حق اور کریما وغیرہ کتب

Marfat.com

پڑھیں پھر مکھڈ چلے گئے جہاں تیرہ برس مقیم رہ کر دین کی تمام کتب کی تعلیم حاصل کی۔

مکھڈ میں حضرت مولانا علی محمد مکھڈ رحمۃ اللہ علیہ کے علم وفضل کا بڑا شہرہ تھا۔ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ان کی خدمت میں حصولِ علم کے لئے حاضر ہوئے۔ اپنے علمی ذوق کی وجہ سے جلد ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے ساتھیوں سے آگے نکلے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت اور شوق نے حضرت مولانا علی محمد مکھڈ رحمۃ اللہ علیہ کو بے حد متاثر کیا جس کی وجہ سے وہ اپنے اس ہونہار شاگرد پر خصوصی توجہ فرمانے لگے۔ جب کھانے کا وقت ہوتا تو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھاتے اور کھانا کھلاتے۔ حضرت مولانا علی محمد مکھڈ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس ہونہار شاگرد کے ساتھ مختلف علمی مسائل پر گفتگو کرتے جس کی بدولت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خفیہ صلاحتیں بیدار ہوئیں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ میں مزید علم حاصل کرنے کا شوق بڑھتا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا علی محمد مکھڈ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر منطق، فلسفہ، صرف ونحو اور عربی و فارسی میں مہارت حاصل کی اور پھر مزید تعلیم کے حصول کے لئے ضلع کیمبل پور کے موضع اخلاص کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے جہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کی تمام کتب کا مطالعہ کیا۔ بعدازاں واپس حضرت مولانا محمد علی مکھڈ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ گئے۔

جن دنوں میں حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ دوباہ واپس حضرت مولانا محمد علی مکھڈ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں دوبار حاضر ہوئے انہی دنوں ایک تاجر محمد امین تجارت کے سلسلہ میں افغانستان جانے لگا۔ محمد امین، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نیکی اور پارسائی کا معترف تھا اس لئے اس نے حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ وہ حصولِ برکت کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے ہمراہ بھیج دیں۔ حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ کیا اور ان کی رضامندی کے بعد انہیں افغانستان جانے کی اجازت دے دی۔ میاں محمد امین کو تجارت کے سلسلے میں افغانستان میں کچھ عرصہ

Marfat.com

قیام کرنا پڑا اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کابل میں موجود جید علماء دین سے اکتسابِ فیض حاصل کیا اور حدیث شریف کی سند بھی حاصل کی۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے اور سیال شریف کو ہی رشد و ہدایت کا مرکز بنایا۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۸۴۲ء میں سیال شریف میں ایک بہت بڑی اسلامی درسگاہ کی بنیاد رکھی جس میں برصغیر پاک و ہند کے نامور علماء کرام کو دینی تعلیم کے لئے بلوایا گیا۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ پیر روشن ضمیر تھے۔ جب تک لنگر تمام حاضرین میں تقسیم نہ ہو جاتا تب تک خود نہ کھاتے تھے۔ ہمیشہ تھوڑا کھاتے اور پیاس کی تکلیف کو برداشت کرتے۔ نماز باجماعت ادا فرماتے تھے اور مرشد پاک کی جانب سے عطا کردہ اوراد و وظائف باقاعدگی سے مقررہ اوقات میں پڑھتے رہتے تھے۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ طالب حق کو چاہئے کہ نمازِ شام کے بعد مکمل طہارت کے ساتھ قبلہ رخ ہو کر مربع شکل میں بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے اور ہاتھوں کو زانوں پر رکھے اور دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور انگلی سے بائیں پاؤں کی رگ قیماس کو مضبوطی سے پکڑے جس سے حرارت پیدا ہو کر تصفیہ کا باعث بنے اس سے دل کی چربی جو خناس کی آرام گاہ ہے پگھل جاتی ہے اور وسوسے کم ہو جاتے ہیں۔ پھر سب دنیاوی خیالات دور کر کے دل و زبان سے ذکر شروع کرے۔ ذکر سے پہلے درود شریف تین مرتبہ اور لاحول ولاقوۃ تین مرتبہ پڑھے پھر لا الہ الا اللہ بلند آواز سے شروع کرے۔ اس ذکر سے تصفیہ و تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے اور اس کی ہمیشگی سے دل زندہ ہوتا ہے اور خواب و بیداری میں آوازِ ذکر محسوس ہوتی ہے۔ عمر دراز ہونے کے

علاوہ محبت الٰہی کا جوش پیدا ہوتا ہے اور اس ذکر کا طریقہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ جب سانس اندر آئے تو لا الہ اور جب سانس باہر آئے تو الا اللہ کو زبان کی بجائے سانس سے کہے بلکہ زبان تالو سے چپکا دی جائے تاکہ حرکت نہ کر سکے۔ ان کلمات کی ابتداء اور انتہاء ناف سے کرے۔ ہر وقت اس ذکر کو جاری رکھنے سے دل خود بخود ذاکر بن جائے گا۔

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق اوصافِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سب افعال حضرت سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے موافق تھے۔ دینی معاملات میں ہر وقت نیازمندانہ پابند رہتے تھے اور مصائبات پر صابرانہ شکر کرتے تھے۔ شہر کے مفلسوں اور بے کسوں کے لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ ہر شخص سے شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے اور مسکینوں‘ یتیموں پر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے اور بے شمار کرامات آپ رحمۃ اللہ علیہ سے رونما ہوتی رہتی تھیں۔

اقوال وارشادات:

☆ عالم باعمل کی دو رکعت نماز تمام دنیائے بے علم کی عبادت سے بہتر ہے۔

☆ جو عبادت ریائی اور حصول دنیا میں مشغول ہو وہ بے علم شخص ہے۔

☆ حقیقی درویش وہ ہے جو خالق حقیقی کی عبادت ریا سے پاک ہو کر محض رضائے الٰہی کے لئے کرے ہر حالت میں وہی کارساز ہے۔

☆ بغیر ذکر دل کی صفائی اور فکر کی روشنی حاصل نہیں ہو سکتی۔

☆ قرآن پاک کا کامل ثواب پانا ہو تو اس کے معانی پر غور کرو اور سمجھو۔

☆ جو آدمی خیال ماسوائے اللہ عزوجل کو دل سے دور کر دے اور ہر وقت ذکر وفکر کے ذریعے دل کو متوجہ الی اللہ رکھے تو اس کی مثال دل بدست آور کہ حج اکبر است ہے کی سی ہے۔

Marfat.com

☆ درویش وہی ہے جو یادِ حق اور مخلوق پر شفقت کا حامل ہو۔

☆ جو آدمی گناہوں کی دلدل میں غرق ہوا تو اس سے لذت عبادت چھن جاتی ہے۔ جس آدمی کو اللہ عزوجل کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے اس کی تمام برائیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں۔

☆ اللہ اس کی فرض کی لذت حرام کر دیتا ہے جو وقت پر ادا نہ ہو۔

☆ اپنے علم اور عمل سے دنیا کی طلب گاری نہ کرو۔

☆ جو شخص اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم سے دشمنی رکھتا ہے اپنی حیثیت کے مطابق رنج و بلا کا شکار ہو جاتا ہے اور جو شخص ان کا معتقد ہوتا ہے سعادت دارین پاتا ہے۔

☆ جب خدا کے بندے خدا کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں تو عشق کے شدید غلبے کی وجہ سے ان کا خون جاری ہو جاتا ہے۔

☆ اللہ عزوجل نے وسائل انسان کے لئے پیدا کئے ہیں۔

☆ نظام کائنات کو چلانے والے خدا کے برگزیدہ بندے ہیں کہ تمام امور پست و کشادان کے زیر فرمان ہیں۔

Marfat.com

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ

قطب دوراں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا نام حضرت بابا فرید الدین مسعود رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے ''غلام فرید'' رکھا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام خواجہ خدا بخش رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ۲۶ ذی قعدہ ۱۲۶۱ھ کو قصبہ چاچڑاں میں تولد ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش کے متعلق مختلف اقوال ہیں جبکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میری ولادت سہ شنبہ کے روز' ذی الحجہ کے آخری عشرہ میں بوقت طلوعِ آفتاب ہوئی۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ابھی چار برس ہی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں۔ والد بزرگوار نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید کی تعلیم دلوانا شروع کی۔ ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک آٹھ برس ہی تھی کہ والد بزرگوار کا سایۂ شفقت بھی سر سے اٹھ گیا۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید حفظ کر چکے تھے۔ والد بزگوار کے وصال کے بعد حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذمہ داری سنبھال لی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ خود بھی عالم دین تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار جید علمائے دین میں ہوتا تھا۔ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر، فقہ، حدیث، منطق اور دیگر مروجہ علوم میں تعلیم

حاصل کی۔ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد نہ تھی اس لئے انہوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے بچوں کی طرح پالا اور تربیت میں کسی قسم کی کوئی کسر نہ رہنے دی۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ ظاہری علوم سے فارغ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائی حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت ہوئے۔ اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تیرہ برس تھی۔ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے طریقت کی منازل طے کیں اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۲۸۸ھ میں ہوا۔ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ اس وقت حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ستائیس برس تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہونے کے بعد حج بیت اللہ کی سعادت کے لئے عازمِ سفر ہوئے۔ دورانِ سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات پر حاضری دی اور روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہونے کے کچھ عرصہ بعد ہی گوشہ نشین ہوگئے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کشی بھی کی اور عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرویدہ تھے۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ عالم دین بھی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا حافظہ غیر معمولی تھا۔ تاریخ پر گہری نگاہ رکھتے تھے اور کوئی بھی بات بغیر تحقیق یا تصدیق کے نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ جب مسند رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار کتب بھی تصنیف کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چند مشہور کتب میں رسالہ فریدیہ، مقابیس المجالس، مناقب فریدی، ملفوظاتِ فریدی اور ارشاداتِ فریدی شامل ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ باعمل صوفی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دوسروں کو جس

Marfat.com

بات کی تلقین کرتے پہلے خود اس پر عمل پیرا ہوتے۔ غیر شرعی اور رائج الوقت رسموں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو شدید نفرت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسی رسومات سے خود بھی دور رہتے تھے اور دوسروں کو ان سے دور رہنے کی نصیحت کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ظاہر و باطن دونوں کی اصلاح کے قائل تھے اور ہر نفع ونقصان کو اللہ کی جانب سے سمجھتے تھے۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے دو شادیاں کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بیوی سے حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ اور ایک بیٹی تولد ہوئے جبکہ دوسری بیوی سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں کسی قسم کی کسر نہ رہنے دی اور انہیں معاشرے کا بہترین فرد بنایا۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی شخص نے عرض کیا کہ حضور! جب بندہ مرتبہ کمال کو پہنچتا ہے تو وہ عارف کامل ہو جاتا ہے جب وہ عارفِ کامل بن جاتا ہے تو پھر اسے خطرات کیوں لاحق ہو جاتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب معشوق کا قرب حاصل ہوتا ہے تو عشق کا ذوق اور اضطراب جاتا رہتا ہے اور راحت ملتی ہے اور پھر سوز و گداز جاتا رہتا ہے۔ ذاتِ باری تعالیٰ کی تجلیات بے شمار ہیں اور جب سالک پر ایک تجلی کا ظہور ہوتا ہے تو وہ اس کا لطف اٹھاتا ہے۔ اسی دوران دوسری تجلی کا ظہور ہوتا ہے اور پھر جب وہ دوسری تجلی کا لطف اٹھانے لگتا ہے تو تیسری تجلی کا ظہور ہو جاتا ہے حتیٰ کہ نہ ختم ہونے والی بے شمار تجلیات کا ظہور پے در پے شروع ہو جاتا ہے اور ذاتِ باری تعالیٰ کی ہر تجلی کی شان نرالی ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ جنت اور دوزخ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جنت اس قدر وسیع رقبہ پر محیط ہے کہ ہر مومن کو ہماری اس زمین سے تین گنا زیادہ زمین و مکان ملیں گے۔ جنتیوں کے قیام کے بعد بھی جنت کا ایک وسیع رقبہ خالی رہے گا۔ اللہ عزوجل جنت کے اس رقبہ کو پر کرنے کے لئے ایک نئی مخلوق تخلیق فرمائے

Marfat.com

گا۔ جنت کی طرح دوزخ بھی بے حد وسیع ہے اور دوزخیوں کی تعداد بھی بے شمار ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر ایک مومن کے مقابلے میں نو سو ننانوے دوزخی ہوں گے اور ہر دوزخی کا جسم بڑا اور بدنما ہوگا اور اس کے دانت احد پہاڑ کے برابر ہوں گے۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان کا فاصلہ تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا۔ اہل دوزخ کی اس جسامت کے باوجود دوزخ پر نہ ہوگی اور دوزخ اللہ عزوجل سے بار بار کہے گی کہ مجھے مزید آدمی چاہئیں یہاں تک کہ اللہ عزوجل اپنا پاؤں دوزخ پر رکھیں گے اور دوزخ کہے گی کہ بس میں بھر گئی۔

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ عمر کے آخری حصہ میں ذیابطیس کے مرض میں مبتلا ہو گئے اور اسی مرض میں ۶ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ بمطابق ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال کے متعلق کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں مگر بیشتر محققین اس بات پر متفق ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال ۶ ربیع الثانی ۱۳۱۹ھ ہی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مٹھن کوٹ میں ہی مدفون کیا گیا جہاں آج آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ وصال سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل کے اشعار بیان فرمائے۔

گذریا وقت ہسن کھیلن دا
آیا وقت فرید چلن دا
اوکھا پینڈا یار سلن دا
جان لباں تے آندی اے

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سرائیکی، سندھی اور اردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار کافیاں لوگوں کی زبانوں پر عام ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شاعری فطرت پر مبنی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں عشق حقیقی کا عنصر نمایاں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کی شاعری راہِ حق کے متلاشیوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

اقوال وارشادات:

☆ دنیا فانی اور عارضی قیام کی ایک سرائے ہے۔

☆ محبت کے ایک دکھ نے خوشی کے سینکڑوں مواقع ضائع کر دیئے۔

☆ عشق غضب کی اگ ہے جو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

☆ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو وہ ضرور وصالِ محبوب کے اسباب پیدا کر دے گا۔

☆ مجھے مرشد نے ہدایت کی کہ درویشی کے لباس کو اتار دے اور جائے نماز کو آگ میں ڈال دے اور محبت کی شراب سے جان کے لباس کو اچھی طرح پاک کر لے۔

☆ دوست کی دوستی کیا خوب دوستی ہے۔

☆ دل کے اندر تمام عالم موجود ہیں بلکہ عالم کیا تمام اسباب دل کے اندر ہی ہیں۔

Marfat.com

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

عابد زمانہ، مکارمِ اخلاق، فخر الذاہدین، پیشوائے اہل محبت و کرامت حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اہل باکمال اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین گیلانی سیّد ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل ہی کئی اطراف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کی بشارتیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کو ملتی رہی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والدین اور حضرت پیر سیّد فضل دین رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت اَجی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں اور شیخ طریقت تھے اور اس وقت خاندان شریف قادریہ کی مسند ارشاد پر متمکن تھے ان کو بخوبی علم تھا کہ اس گھر میں ایک نورانی چراغ روشن ہونے والا ہے۔ اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سے چند یوم قبل ایک عمر رسیدہ مجذوب بھی خانقاہ میں آن کر مقیم ہو گئے تھے اور وہ اکثر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا ذکر کیا کرتے تھے چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے تو یہ مجذوب حرم سرا کی ڈیوڑھی میں پہنچے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو باہر منگوا کر ہاتھ پاؤں چومے اور وہاں سے رخصت ہو گئے۔

ایک روز مولوی غلام محی الدین نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مادر زاد ولایت کے بارے میں امتحان لینے کی غرض سے ایک کرم خوردہ قطر الندا دیتے ہوئے کہا کہ کرم خوردہ صفحے کی عبارت زبانی یاد کر کے آنا وگرنہ سخت سزا دوں گا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

عذر کیا کہ میں اس عبارت کو کہاں سے پڑھوں کیونکہ عبارت نا قابل پڑھائی ہو چکی ہے لیکن وہ نہ مانے۔ مجبور ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ آبادی کے باہر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور اس کتاب کے کرم خوردہ حصّے کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگے مگر کچھ پلے نہ پڑھا تنگ آ کر کتاب کو زمین پر رکھا اور سر اٹھا کر یوں گویا ہوئے:

''یا اللہ! تجھے تو معلوم ہے کہ یہ عبارت کیا ہے اگر تو مجھے بتا دے تو میں استاد کی سزا سے بچ جاؤں گا۔''

اتنا کہنا تھا کہ درخت کے پتوں میں سے ایک سبزی مائل عبارت نمودار ہوئی جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ کر لیا۔ جیسے ہی وہ عبارت آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حفظ ہوئی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت جا کر وہ عبارت اپنے استاد صاحب کو سنائی تو انہوں نے شبہ کو اظہار کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے راز افشا کئے بغیر کہا:

''مجھے کامل یقین ہے کہ یہ عبارت صحیح ترین ہے اور اگر اس کتاب کا مصنف بھی قبر سے نکل کر آ جائے اور کہے کہ یہ غلط ہے تو میں نہ مانوں گا۔''

استاد صاحب اس کی صحت کے لئے اسی دن راولپنڈی آئے اور ایک مکمل نسخہ سے اس عبارت کی تصدیق کی اور اس کی صحت کو عین بعین درست پایا اور بہت ہی حیرانی کے ساتھ اس کی صحت کا اعتراف کر لیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ اقدس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے جو مذہب قادیانیت یا مرزائیت کا پرچار کر رکھا تھا اور جس کی مخالف نہ صرف برصغیر پاک و ہند میں زور و شور سے جاری تھی وہاں یہ مخالفت سارے عالم اسلام پر محیط تھی۔ آئے دن مناظرے اور مباہلے کئے جاتے تھے۔ ایسے میں جب مرزا غلام احمد مردود نے مسلمانوں کو دعوت مبازرت بذریعہ اشتہار دی اور اس کے لئے لاہور کی شاہی مسجد کو مباہلہ گاہ قرار

Marfat.com

دیا تو عوام اور علماء و مشائخ کے بے حد اصرار پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مقابلہ کا مصمم ارادہ کیا اور ۲۴ اگست کو گولڑہ شریف سے لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ اس کی باقاعدہ اطلاع منتظم اہل مباہلہ کو بھی دی گئی اور اس کی تجدید لالہ موسیٰ جنکشن سے بھی بذریعہ تار کی گئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پچاس کے قریب نامی گرامی علماء تھے جو کہ پشاور، ہزارہ، اٹک، چچھ، دھنی، پوٹھوہار، سوان اور سون وغیرہ علاقہ جات کے رہنے والے تھے۔ اثنائے راہ اور لاہور پہنچ کر اس میں بہاولپور، ملتان، مظفرگڑھ، ڈیرہ اسماعیل خان، ڈیرہ غازی خان، جہلم، گجرات، گوجرانوالہ، شاہ پور، میانوالی اور دیگر علاقہ جات کے علماء بھی شریک ہو گئے۔ اس موقعہ پر ایک صاحب علم اور ثروت مخلص حاجی کریم بخش سیٹھی سکنہ پشاور بھی ساٹھ ہزار روپے کی طلائی اشرفیاں بھی ہمراہ لائے تھے تاکہ بوقت ضرورت اگر اربابِ حکومت نے حفظ امن کے پیش نظر ضمانت طلب کی تو نقد جمع کروا دی جائے گی۔ یہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے استقبال کے لئے جمع تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ریلوے اسٹیشن پر دو گھنٹہ کھڑے ہو کر لوگوں سے مصافحہ کیا اور ان کے شوق زیارت کی تسکین کی۔ پھر وہاں سے موچی دروازہ میں برکت علی ہال اور اس سے ملحقہ عمارت میں قیام کیا۔ کئی دن تک آپ رحمۃ اللہ علیہ مرزا غلام احمد قادیانی مردود کا انتظار کرتے رہے لیکن وہ میدانِ مناظرہ میں حاضری کے لئے قادیان سے نہ آیا اور میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور یوں آپ رحمۃ اللہ علیہ بلا مناظرہ ہی واپس گولڑہ تشریف لے گئے۔ بعد میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے بہت سے اشتہار مناظرے اور مباہلے کے شائع ہوئے لیکن ہر بار وہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کی بجائے میدان چھوڑتا رہا اور کبھی بھی مناظرے کے لئے حاضر نہ ہوا۔ الغرض آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوؤں اور اس کے مذہب کے خلاف علمی جہاد میں حصہ لیا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرزِ تحریر اور دلائل و براہین کے سامنے مرزا غلام احمد کی ایک بھی پیش نہ کی گئی اور ان کے حواری سخت ہزیمت اٹھاتے

Marfat.com

رہے اور پھر بے معنی دلائل و مبرائین سے اپنے من کو بہلاتے رہے اور مرزا کو خیالی فضاؤں میں مائل بہ پرواز کرتے رہے۔ اس طرح ان کو کبھی بھی یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ میدان عمل میں سامنے آ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی باتوں کا جواب دیں یا اپنا دعویٰ کو سچ کر سکیں۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اوصافِ حسنہ میں ایک اعلیٰ ترین معلم جیسے اوصاف تھے۔ گفتگو کی سلاست و جامعت کے ساتھ ساتھ افہام و تفہیم کا انداز کچھ ایسا دل نشین تھا کہ کم سے کم استعداد کا طالب علم بھی بخوبی مطلب سمجھ لیتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر ہم عصر علماء بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا درس سنتے تو حیران ہو کر بے ساختہ داد دیئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔ نالائق سے نالائق اور بے ذوق سے بے ذوق طالب علم پر بھی نگاہ توجہ فرماتے تھے جس سے وہ علم کی دولت سے مالا مال ہو جاتا تھا۔ اس طرح بے شمار طالب علم بعد از تکمیل تعلیم نامور علماء بنے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ابتدائی دور میں علوم ظاہری کی تدریس میں کافی محنت اور جانفشانی سے کام لیا اور یہ سلسلہ زمانہ استغراق تک مسلسل جاری و ساری رکھا۔

اقوال وارشادات:

☆ انسان کو ہمیشہ خود کو باجمال رکھنا چاہئے کیونکہ اللہ عزوجل خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔

☆ دشمنوں کی ایذا رسانی پر صبر کرو اللہ عزوجل تمہیں اس کا بے حساب اجر دے گا۔

☆ درویشی مجاہدہ کا نام ہے۔

☆ وصل کے معنی ہستی موہومہ کو مٹانا ہے۔

☆ وہم کے غلبہ سے تفائر پیدا ہوتا ہے اور وہ اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک فنائے کامل حاصل نہیں ہوتا۔

☆ دنیا اور حکمرانوں سے بے رغبتی اللہ والوں کا خاص وطیرہ ہے۔

☆ بعض لوگ دنیوی شان و شوکت کے حصول کے لئے وظائف پڑھتے ہیں، حالانکہ انہیں چاہئے کہ وہ وظائف حصولِ ثواب اور رضائے حق کی نیت سے پڑھیں تاکہ ان کو ثواب کے ساتھ ساتھ مشکلات کا شافی حل بھی ملے اور رضائے حق کی اصل نعمت سے بھی سرفراز ہوں۔

☆ پیر کے معنی یہ ہیں کہ ہر ایک کو آسمانی کتاب کے مطابق ہدایت دے۔

☆ مرید کہلانے کا مستحق وہی شخص ہے جو پیر کی ہدایت پر عمل پیرا ہوا۔

☆ درویشوں کو شاہی دربار کی حاضری مناسب نہیں۔

☆ جو شخص علم پڑھ کر تعلیم نہیں دیتا اس کی مثال درخت بے ثمر کی سی ہے۔

☆ ادب آموزِ عشق ہے عشق جتنا زیادہ ہوگا اسی قدر محبوب کے آداب زیادہ سے زیادہ حاصل ہوں گے۔

☆ سیادت اعلیٰ شرف ہے اسے حقیر دنیا کے لئے استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

Marfat.com

وقت جنازے میاں میڈیاں
آپ پڑھیں تکبیراں
اوس ویلے جے میں جیندی ہوساں
کر کے کفن لویراں
لیراں دی بہہ کفنی سیواں
رلاں حال فقیراں
حساب کتاب میڈا رانجھا گھنسی
کچھ حاجت نہیں نکیراں

Marfat.com

سیرت حضرت
نور محمد مہارویؒ

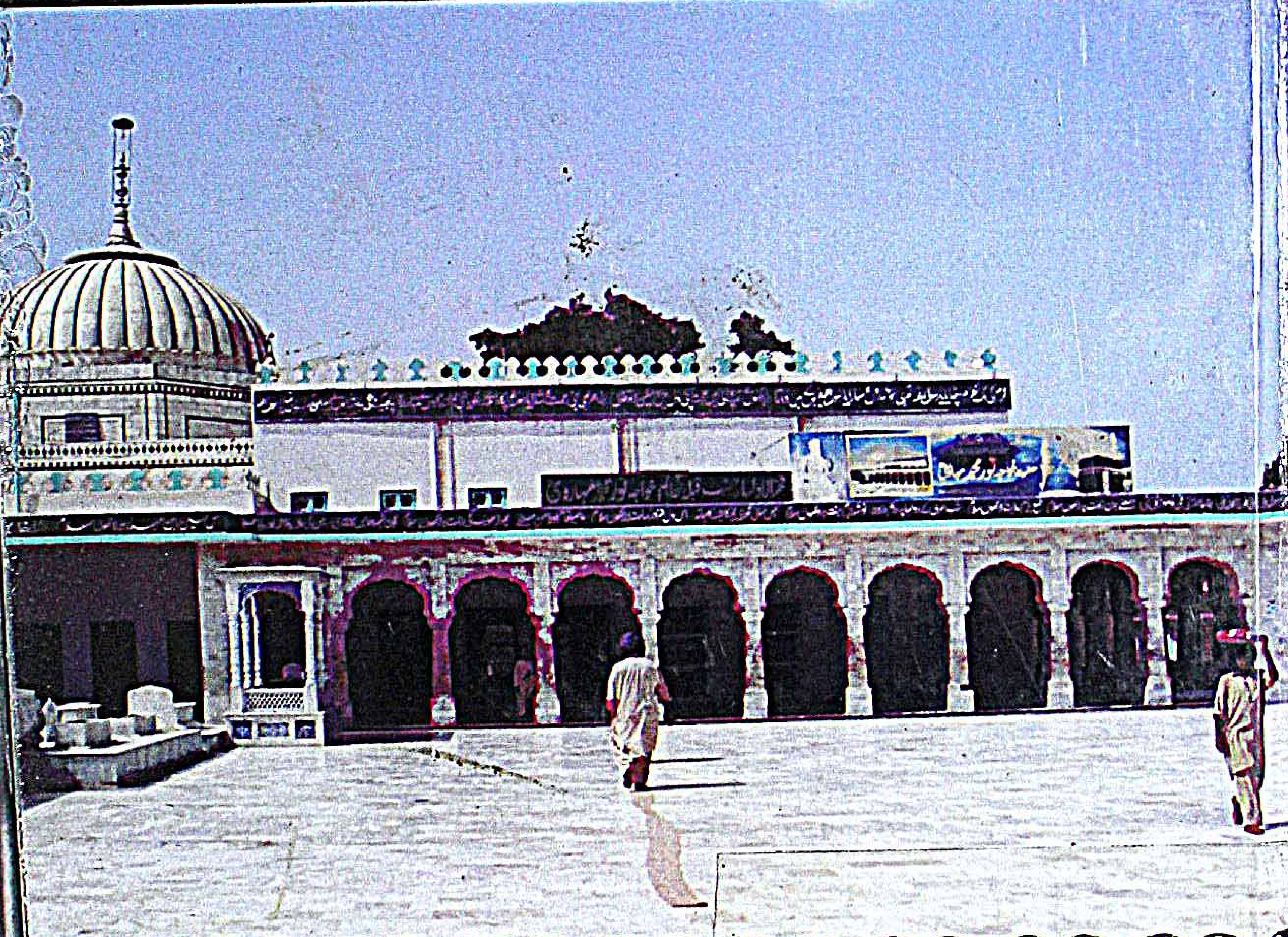

حکیم سید خاور حسین قادری